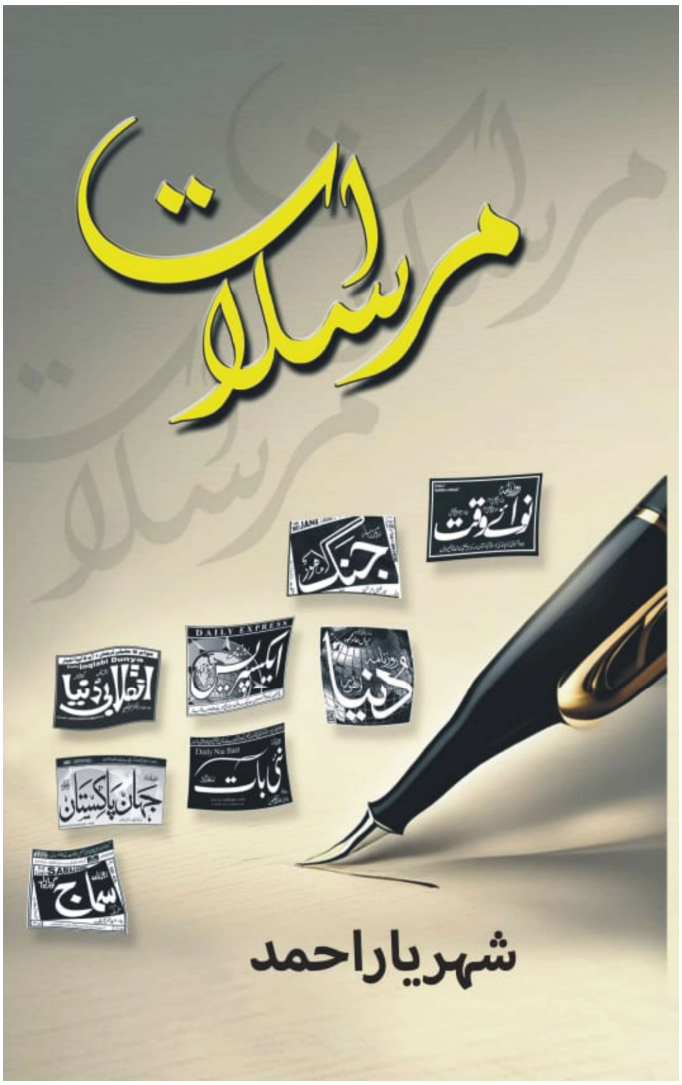

مراسلات
نوائے وقت
جنگ
دنیا
ایکسپریس
اخبار جہاں
جہان پاکستان
نئی بات
اسماج
شہریار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مراسلات

(ملکی وغیر ملکی مسائل کے حوالے سے)

''مختلف اوقات میں ملکی اور مقامی اخبارات ورسائل کو لکھے گئے خطوط''

شہریار احمد

@ جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

---


| | |
|---|---|
| نام کتاب: | **مراسلات** |
| مصنف: | شہریار احمد |
| اشاعت: | 2024ء |
| تعداد: | پانچ سو |
| سرورق: | سجاد انو ویشنز گوجرانوالا |
| قیمت: | **500** روپے |

ملنے کا پتہ

---

ایروڈائٹ سنٹر، گوجرانوالہ (0332-8102542)

# انتساب

بچپن کے دوست

ابراہیم غلام رسول بٹ



کے نام

جس کی دوستی پر مجھے ناز ہے۔

# ترتیب


| عنوانات | صفحہ |
|---|---|
| مراسلات۔۔۔ایک معجزانہ عمل<br>جان کاشمیری | 6 |
| نوجوان شاعر اور لکھاری<br>ڈاکٹر عمر نصیر | 9 |
| نصاب کو اپ ٹو ڈیٹ کریں | 11 |
| سڑک کی تعمیر کی جائے | 12 |
| پرائیوٹ سکولوں کے سمر کیمپ عذاب<br>بن گئے! | 13 |
| سڑک کی تعمیر اور ٹریفک کا نظام | 14 |
| ایٹمی دھماکہ کرنے والے سابق وزیراعظم<br>کو خراج تحسین | 14 |
| جعلی نوٹ اور قائداعظمؒ | 15 |
| عمران خان! ظلم کے خلاف جدوجہد<br>جاری رکھئے | 15 |
| غیرت مندانہ رویہ | 16 |
| بجلی کی لوڈشیڈنگ کوئی شیڈول مقرر<br>کیا جائے | 16 |
| ٹی وی چینلز کو ضابطہ اخلاق کا پابند کیا جائے | 17 |
| دعا۔۔۔مومن کا ہتھیار | 18 |
| پیمرا خاموش کیوں؟ | 20 |
| انٹرنیٹ کا منفی استعمال | 20 |
| سیاسی بحران اور نوجوان | 21 |
| سڑک تعمیر کروائیں | 22 |
| مار نہیں پیار | 22 |
| ''اتنی نہ بڑھا پاکی کہ داماں کی حکایت'' | 23 |
| ریلوے حکام کی عوام دشمنی | 23 |
| قیامت قریب ہے! | 25 |
| ہمارے مسائل کا حل! | 27 |
| سڑک کی تعمیر اور ٹریفک کا نظام | 28 |
| تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے | 28 |
| ادب زندگی ہے | 29 |
| اخلاقی جرأت | 30 |
| شہریوں کو احساس تحفظ دلانے کی ضرورت | 31 |
| لاہور ائیر پورٹ کے معاملات پر<br>توجہ دینے کی ضرورت | 32 |
| گوجرانوالہ میں طبی علاج کی جدید<br>سہولیات کی عدم دستیابی | 33 |

| عنوانات | صفحہ |
|---|---|
| مذہبی فرض، انگریزی لباس | 34 |
| سی این جی۔۔۔ایک اہم مسئلہ | 36 |
| عدلیہ کی آزادی | 37 |
| انتخاب نہیں انقلاب؟ | 39 |
| اخبارات میں اشتہارات | 41 |
| الیکشن کمیشن کے لیے کچھ تجاویز | 43 |
| نوجوانوں میں مقبولیت پانے والا پروگرام | 45 |
| فیس بتائی جائے | 46 |
| سول ہسپتال گوجرانوالہ کی حالت زار | 47 |
| ٹیکس ادا کیوں نہیں کرتے؟ | 48 |
| نیشنل بک فاؤنڈیشن وفاقی حکومت کا ایک ذیلی ادارہ | 48 |
| سڑکیں مرمت کروائی جائیں | 50 |
| سکول بند کرنے کی دھمکی | 50 |
| وزیراعظم کی توجہ کے لیے | 51 |
| پیمرا کی مجرمانہ خاموشی | 53 |
| اقتدار کی جنگ! | 54 |
| عدالتی نظام | 55 |
| لوڈشیڈنگ کا عذاب مسلسل | 57 |
| اسلامی انقلاب | 57 |
| اپنا وطن | 58 |
| نظام کو بدل ڈالیے | 59 |
| پاکستان کے دشمن! | 61 |
| عوامی مسائل اور حکمرانوں کی ترجیحات | 62 |
| عجیب منطق | 64 |
| ہندوستان سے دوستی | 65 |
| برن یونٹس کے قیام کی ضرورت | 66 |
| آئیں مل کر برائیوں کو شکست دیں | 68 |
| قومی زبان ''اُردو'' | 70 |
| نوجوانوں کا کردار | 72 |
| ماہنامہ ''خبر ونظر'' کی نذر | 73 |
| روزنامہ ''انقلابی دنیا''، گوجرانوالہ | 74 |

# ''مراسلات''۔۔۔ایک معجزانہ عمل

دانش وفراست کسی کی میراث نہیں ۔اس میں عمر اور ماحول کا عمل دخل ضروری نہیں۔ یہ خالصتاً عطائے ربیّ اور بے سببی کی صورتِ عالیہ میں ظہور ہوتی ہے لیکن اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ زیادہ تر مواقع پر ذاتِ خدا ہی سبب کا وسیلہ ظاہر کرتی ہے ۔اس کے باوجود یہ کوئی حتمی نسخہ نہیں کیونکہ اللہ کی شان ''اللہ الصمد'' ہے وہ ہر حوالے سے بے نیاز ہے۔ وہ نہ چاہے تو بیج زرخیز اور نموزار آب وہوا میں بھی پروان نہیں چڑھ سکتا۔اس کی مرضی ہو تو بیج چٹانوں کا سینہ چیر کر بھی حیران کُن منظر کو اپنی گود کی زینت بنالیتا ہے۔

ذرا ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچیئے کہ چھٹی کلاس کا طالبِ علم جس کی عمر گیارہ سال ہو جس کا خاندانی پسِ منظر ادبی نہیں، ماحول بھی ادبی دنیا سے کوسوں دور ہو۔ وہ اچانک مقامی، غیر مقامی اور قومی اخبارات میں معاشرتی وسماجی مسائل پر مراسلے لکھنے شروع کر دیتا ہے اور یہ مراسلے چھپ بھی جائیں۔ مزید حیرت والا معاملہ ہے کہ کئی بار اس ننھے منے بچے کا ایک ہی مراسلہ متعدد اخبارات میں اشاعت پذیر بھی ہو جائے تو آپ اس پر حیران بھی ہوں گے اور اس کو معجزانہ عمل بھی قرار دیں گے۔ مزید قابل فخر یہ بات ہے کہ اس کو ''مراسلات'' پر مبنی اولین کتاب ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

اس ننھے منے قلمکار نے 73 مراسلے لکھے جو مختلف اخبارات میں شائع ہوئے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ 2006ء میں (2)، 2007ء میں (15)، 2008ء میں

(2)، 2009ء میں(2)، 2010ء میں(4)، 2011ء میں(1)،2012ء میں (8)2013ء میں(19)،2014ء میں(11)،2015ء میں(3)، 2016ء میں (1)،2017ء میں(1)،2018ء میں(3)اور2020ء میں(1)مراسلہ شائع ہوا۔

اس کم سن لکھاری نے کم وبیش تمام مسائل کی نہ صرف دیانتدارانہ نشان دہی کی بلکہ مسائل کی یوں چھان پھٹک کی جیسے کوئی بڑی عمر کا سنجیدہ ومتین اور سینے میں قوم کا درد رکھنے والا قلمکار ہو۔اس کے مراسلات کے عنوانات اس کی عمر کو ذہن میں رکھ کر ملاحظہ فرمائیں تو حیرت کجا''حیرستان'' کے مناظر آنکھوں کو خیرہ کرنے لگ جاتے ہیں مثلاً قائداعظم اور جعلی نوٹ، غیرت مندانہ رویہ،لوڈشیڈنگ ،ٹی وی چینلز ،پیمرا،انٹرنیٹ کا منفی استعمال، مارنہیں پیار، ریلوے حکام کی عوام دشمنی ،لاہور ایئر پورٹ ،قومی لباس ،اخبارات میں اشتہارات وغیرہ وغیرہ۔

ذیل میں ننھے موصوف کا ایک مراسلہ''جعلی نوٹ اور قائداعظم'' پیش ہے۔یہ مراسلہ قائداعظم کی سچی اور سُچی عقیدت کی سند ہے۔خدارا ایک بار پھر لکھاری کی عمر اور اس کے کھیلنے کے دنوں کو نظر میں سمو کر پڑھیں اور خود فیصلہ کریں۔

> ''مکرمی! میں آپ کے اخبار کی وساطت سے حکومت پاکستان تک اپنا یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ کرنسی نوٹوں پر قائداعظم کی تصویر پر لکھنا بند تو کر دیا جس سے ہمارے قائد کی شان واحترام ظاہر ہوتا ہے لیکن دوسری طرف گلی محلوں کی دکانوں پر بچوں کے کھیلنے کیلئے جعلی نوٹ بک رہے ہیں۔جن پر کھیل تماشہ اور بچوں کا کھیل لکھا ہوتا ہے اور بچے کھیل کے دوران اسے زمین پر پھینک دیتے ہیں جس سے قائداعظم کی تصویر راہ چلتے لوگوں کے پاؤں تلے روندی جاتی ہے۔میری حکومت سے التماس ہے کہ جعلی نوٹ جو کہ بچوں کے کھیلنے کے لئے بنائے گئے ہیں ان پر قائداعظم کی تصویر کو ختم

کروایا جائے یا پھر جعلی نوٹ بند کیا جائے۔''

(روزنامہ نوائے وقت 2 جولائی بروز سوموار 2007ء) (روزنامہ جنگ 7 جولائی بروز ہفتہ 2007)

یاد رہے اس ننھے موصوف لکھاری کا نام شہریار احمد ہے اور اسی شہریار احمد کی پہلے آسان اور سادہ زبان میں شاعری کی ایک کتاب بچوں کے لیے ''مہکتی کلیاں کھلتے پھول'' اور دوسری اپنی مرحومہ مغفورہ والدہ کی یاد میں کتاب ''نی مائے'' شائع ہو چکی ہیں۔

جان کاشمیری

# نوجوان شاعر اور لکھاری

نوجوان شاعر اور لکھاری شہریار احمد سے بھائیوں جیسا تعلق ہے۔شہریار احمد چھوٹی عمر میں ہی لکھنا شروع ہو گئے تھے۔بچوں کی کہانیوں سے لے کر شاعری تک کا سفر انھوں نے کامیابی سے طے کیا اور پھر عمر کے ساتھ ساتھ ان کا شوق اور جنون بھی بڑھتا گیا۔

شہریار احمد کی بچوں کی کہانیاں، نظمیں اور اشعار کئی قومی اور مقامی اخبارات میں بھی تواتر کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔

شہریار احمد نے ''مراسلات'' کے نام سے 80 کے قریب صفحات پر مشتمل ایک کتاب بھی لکھی ہے۔''مراسلات'' شہریار احمد کی خوبصورت سوچ کی عکاسی ہے شہریار احمد ملکی اور مقامی سطح کے مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں اور وہ اپنے دیس میں ان مسائل کا حل چاہتے ہیں اس حوالے سے مختلف قومی اور مقامی اخبارات میں جو مراسلات شائع ہوتے ہیں وہ مختلف طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد نے اخبارات کے مدیران کو ارسال کیے ہوتے ہیں جو بعد ازاں اخبارات میں شائع ہوتے ہیں۔شہریار احمد نے بڑی خوبصورتی اور لگن کے ساتھ مختلف اخبارات میں شائع ہونیوالے ان ''مراسلات'' کو ایک کتابی شکل دی ہے جو بہر حال ان کی ادبی اور سماجی سوچ کی عکاسی کرتی ہے اور یقیناً اس کتاب میں شائع ہونے والے مراسلات عوام کے حقیقی مسائل ہیں اس کتاب کا ان مسائل کی طرف ارباب اختیار کی توجہ دلانی ہے تا کہ یہ مسائل حل ہوسکیں اور اس سے مخلوقِ خدا کے لیے آسانیاں پیدا ہوں۔

شہریار احمد انتہائی ملنسار، شریف النفس نوجوان اور سنجیدہ اور درد دل رکھنے والے قلمکار ہیں۔ان کی یہ کاوش ہر لحاظ سے قابل قدر ہے اور چھوٹے بھائی شہریار احمد کی علمی ادبی کاوشیں قابل تحسین ہیں ان کی مزید ترقی کیلئے دعا گو ہوں۔

ڈاکٹر عمر نصیر (سینئر صحافی)

ایڈیٹر اِن چیف، روزنامہ ''انقلابی دنیا'' گوجرانوالہ

# نصاب کو اپ ٹو ڈیٹ کریں

مکرمی! ہمارا نظام تعلیم برطانوی سامراج کی ان باقیات میں شامل ہے جن کے باعث ہم نہ پوری طرح اسلامی بن سکے، نہ جمہوری اور نہ پاکستانی۔ تعلیم کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے اہم کلیدی اہمیت کا حامل شعبہ ہے۔ ہمارے ملک میں اس شعبے کے لیے کوئی واضح نظام موجود نہیں۔ نصاب تعلیم کیا ہونا چاہیے؟ 59 سال گزرنے کے باوجود ہم ابھی تک یہی فیصلہ نہیں کر پائے۔ بعض اوقات سال میں دو، دو دفعہ نصاب میں تبدیلی کی گئی ہے۔ ستم یہ کہ نصاب صرف تبدیل ہوتا، اپ ٹو ڈیٹ نہیں ہوتا تھا۔ جدید دور کے تقاضوں اور اپنی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے جس طرح کا نصاب ہمارے معاشرے کی ضرورت ہے وہ ہمیں مہیا نہیں کیا جا رہا۔

(روزنامہ نوائے وقت 16 ستمبر بروز ہفتہ 2006ء)

☆

# سڑک کی تعمیر کی جائے

گوجرانوالہ (سیٹلائٹ ٹاؤن) مین مارکیٹ میں سڑک کی حالت بہت خراب ہے جبکہ یہاں ٹریفک بہت تیز ہے۔ ہروقت مین ہول کھلے رہتے ہیں اس طرح کوئی حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے۔ حکام سے گزارش ہے کہ سڑک کی تعمیر جلد شروع کی جائے۔ علاوہ ازیں گوجرانوالہ میں ٹریفک کی صورتحال بہت خراب ہے اور گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں اس کی وجہ سے ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ گاڑیوں والے تو درکنار پیدل چلنے والوں کو بھی بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے لوگوں کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ کچہری روڈ پر ٹریفک کی صورتحال بہت خراب ہے ہر روز کوئی نہ کوئی حادثہ ضرور ہوتا ہے اور کئی کئی گھنٹوں تک ٹریفک کھڑی رہتی ہے اعلیٰ حکام سے گزارش ہے کہ اس پریشانی کا حل تلاش کیا جائے۔

(روزنامہ جنگ 10 نومبر بروز جمعہ 2006ء)

☆

# پرائیوٹ سکولوں کے سمر کیمپ عذاب بن گئے!

مکرمی! پنجاب کے تعلیمی اداروں میں 9۔جون سے موسم گرما کی تعطیلات شروع ہوچکی ہیں، تاکہ بچے شدید گرمی سے محفوظ رہ سکیں لیکن پرائیویٹ سکولوں نے ''سمر کیمپ'' کے نام سے انہیں لوٹنے کا پروگرام ابھی سے وضع کرلیا ہے۔ماہ اگست تک کی ایڈوانس فیسیں لینے کے باوجود سمر کیمپ کی فیس کا علیحدہ سے مطالبہ کیا جاچکا ہے اور بچے شدید گرمی میں بھی سکول جانے پر مجبور ہیں۔پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی بھرمار نے تعلیم وتربیت کے معیار کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔والدین ان سکولوں کے ناقابل برداشت اخراجات سے علیحدہ پریشان ہیں، پہلے تعلیم کا شعبہ اسے ''خدمت'' سمجھ کر سرانجام دیتا تھا لیکن آج کل یہ تجارت بن چکا ہے۔حکومتی رویئے اور منصوبوں کا اثر عوام پر بھی ہوتا ہے۔حکومت نے مالیاتی اداروں کو کمرشل کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیم جیسے اہم شعبے کو بھی اس ڈگر پر چلا دیا ہے۔اسی لئے پرائیویٹ سکول کے مالکان معصوم بچوں اور ان کے والدین کے مالی حالات کی پرواہ کئے بغیر ان پر ظلم وستم جاری رکھے ہوئے ہیں۔حکومت، محکمہ تعلیم اور تمام متعلقہ حکام سے درخواست گزار ہوں کہ پرائیویٹ سکولوں میں سمر کیمپوں کے اجراء پر فی الفور پابندی لگائی جائے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

ہو کے بے خوف کہو اس کو سماجی مرتد
جس نے خدمت کو یہاں شکلِ تجارت دی ہے

(روزنامہ نوائے وقت 21 جون بروز جمعرات 2007ء)

☆

# سڑک کی تعمیر اور ٹریفک کا نظام

گل روڈ مصروف ترین سڑک کی حالت بہت خراب ہے۔ یہاں ٹریفک کا بہت رش ہے اور مین ہول بھی کھلے پڑے ہیں، جس کی وجہ سے جانی و مالی نقصان ہوسکتا ہے۔ حکام سے گزارش ہے کہ سڑک کی جو تعمیر باقی رہ گئی ہے اسے جلد مکمل کیا جائے۔ علاوہ ازیں گوجرانوالہ میں ٹریفک کی صورتحال بہت خراب ہے اور گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ سے ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ گاڑیوں والے درکنار پیدل چلنے والوں کو بھی بہت مشکلات کا سامنا ہے۔ سیالکوٹ روڈ اتنی مصروف ترین سڑک پر دن کے وقت ٹریفک کا نظام اتنا خراب ہو جاتا ہے کہ ہر روز کوئی نہ کوئی حادثہ ضرور ہوتا ہے، سیالکوٹ روڈ پر ٹریفک پولیس کی ضرورت ہے اور کئی کئی گھنٹوں ٹریفک کھڑی رہتی ہے اعلیٰ حکام سے گزارش ہے کہ اس پریشانی کا حل تلاش کریں۔

(روزنامہ ایکسپریس 21 جون بروز جمعرات 2007ء)

☆

# ایٹمی دھماکہ کرنے والے سابق وزیراعظم کو خراج تحسین

مکرمی! پاکستان کو پہلی اسلامی ایٹمی قوت بنانے والے وزیراعظم میاں نواز شریف کی آج قوم کو بہت یاد آ رہی ہے، کاش ایسے نازک وقت پر ہمارا ملک ذلت و رسوائی کے اندھیروں میں غرق ہونے کی بجائے عالم اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا کردار ادا کر رہا ہوتا اور میاں نواز شریف جیسے سچے پاکستانی کی جرآت اور بہادری بیرونی قوتوں کو ایک آنکھ نہ بھائی اور آج ہم منزل کھوٹی کر رہے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت 27 جون بروز بدھ 2007ء)

☆

## جعلی نوٹ اور قائداعظمؒ

مکرمی! میں آپ کے اخبار کی وساطت سے حکومت پاکستان تک اپنا یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ کرنسی نوٹوں پر قائداعظم کی تصویر پر لکھنا بند تو کر دیا جس سے ہمارے قائد کی شان واحترام ظاہر ہوتا ہے لیکن دوسری طرف گلی محلوں کی دکانوں پر بچوں کے کھیلنے کیلئے جعلی نوٹ بک رہے ہیں۔ جن پر کھیل تماشہ اور بچوں کا کھیل لکھا ہوتا ہے اور بچے کھیل کے دوران اسے زمین پر پھینک دیتے ہیں جس سے قائداعظم کی تصویر راہ چلتے لوگوں کے پاؤں تلے روندی جاتی ہے۔ میری حکومت سے التماس ہے کہ جعلی نوٹ جو کہ بچوں کے کھیلنے کے لئے بنائے گئے ہیں ان پر قائداعظم کی تصویر کو ختم کروایا جائے یا پھر جعلی نوٹ بند کیا جائے۔

(روزنامہ نوائے وقت 2 جولائی بروز سوموار 2007ء)، (روزنامہ جنگ 7 جولائی بروز ہفتہ 2007)

☆

## عمران خان! ظلم کے خلاف جدوجہد جاری رکھئے

مکرمی! جس معاشرہ میں ظلم وتشدد عروج پر ہو، انصاف ناپید ہو اور جس معاشرہ کے لیڈر حضرات سب کچھ جاننے کے باوجود بھی مصلحت کا شکار ہوں تو ان ناگفتہ بہ حالات میں قوم کو گرداب سے نکالنے کیلئے کسی نہ کسی آدمی کو قربانی بہرحال دینا پڑتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ معاشرے کو ظلم سے نجات دلانے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ سکھا شاہی کے اس دور میں جب اہل وطن شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہیں ہم بھرپور خراج تحسین پیش کرتے ہیں جناب عمران صاحب کو جنہوں نے وقت کی تیز ہواؤں میں پاکستان کی سربلندی کا پرچم تھام رکھا ہے۔ عمران صاحب حوصلہ رکھیئے اور آگے بڑھیئے۔ اب انہیں مزید موقع مت دیں اس قوم کے ہزاروں نوجوان آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور اس دھرتی کے بزرگوں کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا آپ کو سرخرو کرے۔ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں عمران صاحب۔

(روزنامہ نوائے وقت 2 جولائی بروز سوموار 2007ء)

## غیرت مندانہ رویہ

مکرمی! شاتم رسول ملعون رشدی کو ملکہ برطانیہ کی جانب سے سر کا خطاب دیئے جانے پر دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے۔ بدلتی دنیا کے حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مغرب اور اقوام مغرب کی جانب سے اسلام دشمنی اور مسلمان دشمنی میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مگر بعض برطانوی ذرائع ابلاغ نے شرمندگی اور ندامت کی بجائے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ پاکستان کے عوام رشدی کو دیئے گئے نائٹ ہڈ ایوارڈ پر اتنے ناراض ہیں تو وزیراعظم ٹونی بلیئر نے اپنے دورہ پاکستان میں 480 ملین پاؤنڈ کی جس امداد کا اعلان کیا تھا وہ واپس کی جائے۔ یقیناً اس طرح کے بیانات مسلمانوں کی توہین اور تضحیک کے زمرے میں آتے ہیں۔ ہماری حکومت کو چاہیے کہ برطانیہ کی امداد اس کے منہ پر دے مارے۔ (روزنامہ نوائے وقت 5 جولائی بروز جمعرات 2007ء)

## بجلی کی لوڈ شیڈنگ کوئی شیڈول مقرر کیا جائے

مکرمی! واپڈا کی نااہلی کی وجہ سے لوڈ شیڈنگ کا عذاب مسلسل پوری قوم پر مسلط ہے گزشتہ سال بھی پورے ملک کے شہروں میں واپڈا کی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کے باعث احتجاجی مظاہرے ہوئے تھے جبکہ اب گزشتہ سال کی نسبت پہلے سے زیادہ لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ گزشتہ دنوں وزیراعظم پاکستان نے واپڈا کے اعلیٰ حکام کو ہدایات جاری کیں ''کہ لوڈ شیڈنگ کی حکمت عملی کا واضح اعلان کیا جائے اور غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ بند کیا جائے''۔ تاہم واپڈا کو بجلی کی قلت پر قابو پانے کے لئے لوڈ شیڈنگ کا سہارا لینا پڑتا ہے چونکہ ہمارے ملک میں بجلی پانی سے پیدا کی جاتی ہے جبکہ پانی کے ذخائر دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں لہٰذا بجلی کی پیداوار میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ درحقیقت واپڈا کی طرف سے غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ سے عوام کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا وہ احتجاج پر اتر آتے ہیں۔ میری واپڈا کے چیئرمین سے اپیل ہے کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا ایک وقت مقرر کیا جائے۔ (روزنامہ نوائے وقت 6 جولائی بروز جمعۃ المبارک 2007ء)

# ٹی وی چینلز کو ضابطۂ اخلاق کا پابند کیا جائے!

مکرمی! میں آپ کے مؤقر روزنامہ کی وساطت سے پاکستان کے حکمرانوں تک اپنے خیالات کا پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا بالخصوص ٹی وی چینلز پاکستان کے معصوم بچوں اور نوجوانوں کے اخلاق اور کردار کو بگاڑنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ دولت کی خاطر ان کھمبیوں کی طرح اگتے بعض چینلز کے پاس پیش کرنے کو مواد تو ہوتا نہیں ہے لہٰذا تھرڈ کلاس پروگرام مغربی اور انڈین چینلوں کی نقالی کر کے جیسے تیسے تیار کر کے آن ایئر کر دیے جاتے ہیں جن میں اسلامی اقدار و روایات کی کھلی تضحیک کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں ان چینلوں پر نوجوان بالخصوص لڑکیوں کے لباس ان کے اخلاق باختہ ہونے کی گواہی دے رہے ہوتے ہیں۔ ہم اپنے غیرت مند اور محبِّ وطن عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مغربی و غیر ملکی بالخصوص انڈین کلچر کی عکاسی کرنے والے پروگرام بند کئے جائیں اور ٹی وی چینلوں کو ایک ضابطہ اخلاق دیا جائے اور اس پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔

(روزنامہ نوائے وقت 14 جولائی بروز ہفتہ 2007ء)

☆

# ''دُعا''۔۔۔مومن کا ہتھیار

مکرمی! ہر مسلمان کا یہ پختہ ایمان ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوتا ہے اور یہ کہ مومن کا حقیقی مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مومن کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے کام میں اللہ کی مدد نہ مانگے، اپنی ہر ضرورت کے وقت اسے نہ پکارے اور اپنی ہر حاجت کو اسی سے طلب نہ کرے۔ خوشی وغمی میں اسی واحد رب العالمین سے رجوع کرنے اور اس کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا نام ''دعا'' ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے ''تم مجھے پکارو میں جواب دوں گا۔'' اسلام میں دعا کی خاص اہمیت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بار بار ارشاد فرمایا ہے۔ ''بندے کو جو کچھ مانگنا ہے صرف مجھی سے مانگے۔'' اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی اور سے مانگتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں یہ بات پہلے سے موجود ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی اس کی ضرورت پوری کرسکتا ہے اور اس کی مدد کرسکتا ہے، دعا مانگنا اصل ایک عبادت ہے۔ حدیث شریف میں تو دعا کو ''عبادت کا مغز'' قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت میں سب سے زیادہ اہمیت اور فضیلت نماز کی ہے اور نماز میں سب سے زیادہ اہمیت اس دعا کی ہے جو انسان اپنے خالق حقیقی کے سامنے ہاتھ پھیلا کر اس سے مانگتا ہے۔ رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ اس بندے سے ناخوش ہوتا ہے جو اپنی حاجات اس سے نہیں مانگتا۔''

بندہ مومن اپنی چھوٹی سی چھوٹی ضرورت کے لئے بھی اللہ سے ہی دعا مانگتا ہے اور اسی کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے بلکہ اسے مانگنا چاہیے اور اپنے بندے کا اس طرح دعا مانگنا اللہ پاک کو بہت ہی پسند ہے۔ دعا سے ایمان میں ترقی اور سرفرازی نصیب ہوتی ہے۔ اس سے ہر حال میں دل کو اطمینان اور سکون میسر آتا ہے۔ دعا مومن کا سب سے بڑا ہتھیار ہے اگر کسی وقت کوئی دعا قبول نہ ہو تو مومن کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس معبود حقیقی کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت اور کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے مگر اس خالق حقیقی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کا بھی بہت اعلیٰ ثواب ہے اور وہ اسے بھی عبادت کا درجہ دیتا ہے۔ رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ ''دعا کبھی بے کار نہیں جاتی لیکن اس کے قبول ہونے کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔'' مثال کے طور پر بندہ جو مانگ رہا ہے اگر وہ اس کے حق میں بہتر ہے تو اسے وہ چیز ضرور ملتی ہے اور اگر وہ چیز اس کے حق میں بہتر نہ ہو تو نہیں ملتی کیونکہ وہ پروردگار جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جو ہمیں ستر ماؤں سے زیادہ چاہنے والا ہے وہ ہمیشہ ہماری بہتری چاہتا ہے لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتا ہے۔ ''دعا'' مشکلات کو آسان، پریشانیوں کو دور، بلاؤں اور آفات کو ٹالنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ دعا ہے کہ پروردگار عالم ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین ثم آمین!

(روزنامہ نوائے وقت 16 جولائی بروز سوموار 2007ء)

☆

## پیمرا خاموش کیوں؟

مکرمی! میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) کے حکام کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں کیبل نیٹ ورک نے فحاشی اور عریانی کے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں اور انڈیا کے وہ چینلز جن کو پاکستان میں چلانے پر پابندی ہے، گوجرانوالہ میں کیبل نیٹ ورک پر ڈنکے کی چوٹ پر دکھائے جارہے ہیں جس سے ہماری نئی نسل بری طرح تباہ ہورہی ہے۔ بھارتی چینلز دیکھ دیکھ کر گلی محلوں میں بچے ہندی زبان بولتے نظر آتے ہیں اور ہماری نسل خصوصاً لڑکیاں ہندوانہ رسومات کی طرف بڑی تیزی سے راغب ہورہی ہیں۔ بھارتی ڈراموں اور فلموں میں شراب نوشی اور جنسی بے راہروی کے مناظر دیکھ کر نوجوانوں کے جذبات ابھر آتے ہیں جس کے نتیجے میں گینگ ریپ اور دیگر جرائم میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ میرا پیمرا کے حکام بالا سے مطالبہ ہے کہ پابندی لگائے گئے چینلز چلانے پر گوجرانوالہ کے کیبل آپریٹرز کے خلاف قوانین کے مطابق سخت کارروائی کی جائے۔ (روزنامہ نوائے وقت 18 جولائی بروز بدھ 2007ء)

☆

## انٹرنیٹ کا منفی استعمال

انٹرنیٹ کے منفی استعمال میں مستقل اضافہ ہورہا ہے نوجوان قیمتی وقت چیٹنگ کرنے میں ضائع کردیتے ہیں اور پڑھائی پر توجہ نہیں دیتے۔ بعض ویب سائٹس ایسی ہیں جو اُن کے ذہنوں پر بہت برا اثر ڈالتی ہیں۔ والدین کی توجہ اس اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ بے شک انٹرنیٹ معلومات کا ایک بڑا ذریعہ ہے لیکن ہمارے ملک میں نوجوانوں کی بڑی تعداد انٹرنیٹ کا غلط استعمال کررہی ہے اور اپنا قیمتی وقت چیٹنگ میں ضائع کرکے اپنا مستقبل تاریک کررہے ہیں۔ (روزنامہ جنگ 26 جولائی بروز جمعرات 2007ء)

# سیاسی بحران اور نوجوان

مکرمی! جب معاشرہ سیاسی بحران سے گزر رہا ہو تو اس کے اثرات معاشرے کے ہر فرد پر مرتب ہوتے ہیں جس سے خاص طور پر نوجوان نسل ہی متاثر ہوتی ہے۔ اس تناظر میں نوجوانوں کو بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے کیونکہ مفاد پرستوں کے پاس نوجوان نسل کو اپنا آلہ کار بنانے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔ ہمارے معاشرے کا نوجوان اس بات سے قطعی غافل نہیں ہے کہ اس نظام سیاست، معیشت اور نظام تعلیم میں رہتے ہوئے اس کا مستقبل روشن ہے یا نہیں اور وہ مایوسی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ حالات سے تنگ آ کر یا تو خودکشی کر لیتا ہے یا وہ اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے کسی جرم کا ارتکاب شروع کر دیتا ہے جس سے نہ صرف چند ایک گروہ جو معاشرہ کیلئے خطرہ کا باعث ہوتے ہیں ان کو فائدے پہنچانا شروع کر دیتا ہے بلکہ اس معاشرہ کیلئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ اس صورت میں نوجوان کا باشعور ہونا ضروری ہوتا ہے اور اسے اپنی زندگی کا مقصد لازمی متعین کرنا چاہیے کیونکہ بقول دانش مند ''با مقصد لوگ اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے بے مقصد لوگوں کو استعمال کرتے ہیں۔''

(روزنامہ نوائے وقت 11 اگست بروز ہفتہ 2007ء)

☆

# سڑک تعمیر کروائیں

ظل ہما شہید روڈ ہمارے علاقے کی مصروف ترین سڑک ہے۔اس پر ٹریفک بہت تیز ہے اور حال ہی میں اس سڑک کی تعمیر شروع کی گئی ہے جس میں ناقص میٹریل استعمال کیا جارہا ہے جبکہ گٹر اور مین ہول بھی کھلے ہیں۔اس سے زیادہ خوف ناک پہلو یہ ہے کہ رات کے وقت لائٹ کا بھی انتظام نہیں ہے۔ایسی صورت میں وہاں کوئی حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے۔اب تو ٹریفک بھی جام رہنے لگی ہے جس کی وجہ سے آلودگی میں بہت اضافہ ہوا ہے اور گاڑیوں کا دھواں دکانوں کے اندر جاتا ہے اور ڈھانپی ہوئی چیزوں کو آلودہ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلتی ہیں۔میری ناظم سے اپیل ہے کہ وہ اس سڑک پر لائٹ لگوائیں اور ناقص میٹریل کا نوٹس لینے کے ساتھ ساتھ تعمیر کا کام جلد از جلد مکمل کروائیں۔

(روزنامہ ایکسپریس 30 اگست بروز جمعرات 2007ء)

☆

# ''مار نہیں پیار''

پنجاب میں بعض سکولوں میں مار نہیں پیار کے فارمولے پر عمل نہیں ہو رہا' گوجرانوالہ کے ایک ماڈل سکول کا سٹوڈنٹ ہوں۔اتنی مار کسی اور سکول میں نہیں پڑتی جتنی ادھر پڑتی ہے۔ای ڈی او ایجوکیشن سے گزارش ہے کہ کوئی ایکشن لیں اور ایسے سکولوں کی رجسٹریشن معطل کر دی جائے۔کیونکہ جب تک سخت اقدامات نہیں کئے جائیں گے پرانی روایات کے حامل اساتذہ اپنے رویوں کو تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔اس لئے اس قانون کو پوری قوت سے نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

(روزنامہ جنگ 30 اکتوبر بروز منگل 2007ء)

☆

## ''اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت''

مکرمی! حکومت پاکستان نے چند روز قبل دینی مدارس میں زیر تعلیم غیر ملکی طلباء کو پاکستان چھوڑ جانے کا حکم دے دیا ہے حالانکہ ان میں سے کسی بھی طالب علم پر کسی غیر قانونی یا غیر اخلاقی سرگرمی میں ملوث ہونے کا نہ تو الزام لگایا گیا ہے اور نہ ہی کوئی ثبوت دیا گیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ سرکاری اور غیر سرکاری یونیورسٹیز میں زیر تعلیم غیر ملکی طلباء کو پاکستان بدر نہیں کیا جاتا۔ اس عتاب کا شکار ''مذہبی تعلیم'' حاصل کرنے والے دینی مدارس کے طلباء ہی کیوں؟ اس یکطرفہ و یکسر غیر قانونی اور غیر ضروری اقدام کا مقصد مسلم ممالک کا اعتماد پاکستان پر سے ختم کرنا اور مسلم امہ میں بے چینی اور انتشار پھیلانا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ممالک بھی آپس میں اتحاد قائم کریں اور آپس میں بداعتمادی اور بے اتفاقی پیدا کرنے والی دشمنوں کی ایسی چالوں سے خبردار رہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت 13 جولائی بروز اتوار 2008ء)

☆

## ریلوے حکام کی عوام دشمنی

اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ دنیا بھر کے ملکوں کی حکومتیں اپنے اپنے ملک کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہر وقت کسی نہ کسی فلاحی منصوبہ پر کام کر رہی ہیں اور اپنے ملک کے عوام اور شہریوں کے لئے سہولتیں پیدا کرتیں ہیں لیکن صد افسوس کہ وطن عزیز کا ذرائع آمدورفت کا سب سے بڑا ادارہ پاکستان ریلوے اپنے مسافروں سے پہلے سے موجود سہولتیں چھین لینے کو اپنا فخر محسوس کرتا ہے۔ اس کا واضح زندہ ثبوت کہ پاکستان

ریلوے انتظامیہ کے ایک حکم کے تحت ملک بھر میں مختلف روٹس پر چلنے والی چھ ٹرینیں چلتن ایکسپریس، تیز رو، شالیمار ایکسپریس، سیالکوٹ ایکسپریس، میر پور خاص ایکسپریس، سخی عباس ایکسپریس کو بند کر دیا گیا ہے۔ان گاڑیوں کے بند ہونے کا یہ جواز پیش کیا جا رہا ہے کہ یہ ٹرینیں خسارے میں چل رہی تھیں اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ریلوے انجنوں کے باعث یہ ٹرینیں بند کی گئی ہیں ۔ یہ بات حقیقت ہے کہ بند کی جانے والی مذکورہ ٹرینیں کسی طرح خسارے میں نہیں چل رہی تھیں ۔ پاکستان ریلوے انتظامیہ کا ٹرینیں بند کرنے کا یہ اقدام کسی طور پر بھی دانشمندانہ نہیں ہے یہ ریلوے مسافروں اور عوام دشمنی کا واضح اور کھلا ثبوت ہے ۔کئی ٹرینوں کو عام تعطیل اور سرکاری تعطیلات کے ایام میں بھی بند کر دیا گیا ہے اور چلنے والی کئی ٹرینوں کی بوگیوں کی تعداد میں کمی کر دی گئی ہے جو کہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے یہ ریلوے مسافروں کی مشکلات اور پریشانیوں میں مزید اضافہ کا باعث ہے ۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے شدید مالی خسارے اور بحران کا شکار اس قومی ادارے کو مزید تباہ و برباد کرنے کی گھناؤنی سازش اور ملی بھگت ہو رہی ہے اور گاڑیوں کو بند کر کے ایک خاص طبقہ کو فائدہ پہنچانے اور نوازنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ پاکستان ریلوے کے اعلیٰ حکام اور وزیراعظم سے پرزور اپیل ہے کہ وہ ریلوے مسافروں اور عوام کی مشکلات اور پریشانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام منسوخ شدہ ایکسپریس اور مسافر گاڑیوں کو فوری طور پر بحال کرنے کے احکامات صادر فرمائیں اور پہلے سے چلنے والی تمام ایکسپریس اور مسافر گاڑیوں کی بوگیوں میں نمایاں اضافہ کیا جائے۔

(روزنامہ جنگ 8 اگست بروز اتوار 2010ء)

☆

# قیامت قریب ہے!

مکرمی! نمازوں کا اہتمام رخصت ہو چکا ہے لوگ نمازیں چھوڑ رہے ہیں، جھوٹ ایک فن اور ہنر بن چکا ہے لوگ جھوٹ کو روزمرہ کے کام کا حصہ سمجھ رہے ہیں، گناہ زیادہ ہو چکے ہیں، اونچی اونچی اور بڑی عمارات تعمیر ہو چکی ہیں، موسیقی عام ہو چکی ہے، جھوٹ سچ بن چکا ہے، ایسی اموات عام ہو چکی ہیں جن کا پہلے سے کوئی پتہ نہیں تھا جسے ناگہانی موت کہتے ہیں، سچے انسان کو جھوٹا سمجھا جاتا ہے، امیر اور وزیر جھوٹ کے عادی ہو چکے ہیں، امن وامان کی صورت حال بگڑ چکی ہے، کاروبار سود کے ذریعے ہو رہے ہیں، ظالم لوگوں کا راج ہے اور ظلم عام ہو چکا ہے، قطع رحمی یعنی رشتہ داروں سے بدسلوکی معمول بن چکی ہے معمولی معمولی باتوں پر خونریزی ہو رہی ہے، ذرا سی بات پر لوگوں کا خون بہہ جاتا ہے، اولاد ماں باپ کی نافرمان ہو چکی ہے، گانے بجانے اور موسیقی کے آلات کو سنبھال کر رکھا جاتا ہے، پولیس والوں کی کثرت ہے، اونچے اونچے مینار تعمیر ہو چکے ہیں، آخرت کے کام سے دنیا کمائی جارہی ہے، مساجد سجائی جاتی ہیں۔

مذہب کی دکانیں تو یہاں بہت اونچی ہیں
مسجدیں رہ گئی ہیں بس سجاوٹوں کے لئے

ظلم ایک فخر بن چکا ہے، شریعت کا علم دنیا کیلئے پڑھایا جاتا ہے نہ کہ دین کیلئے، بارش کے باوجود گرمی ہوتی ہے، صرف جان پہچان کے لوگوں کو سلام کیا جاتا ہے،

''نبی کریم ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے جس کو تم جانتے ہو اس کو بھی سلام کرو اور جس کو تم نہیں بھی جانتے اس کو بھی تم سلام کرو۔'' تجارت اور کاروبار میں عورت مرد کے ساتھ شرکت کرے گی، شرعی سزائیں ختم ہو چکی ہیں، گانے والی عورتوں کی تعظیم کی جاتی ہے، عورتیں اور مرد ایک دوسرے کی نقالی کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائی جاتی ہیں، شریف لوگوں کا دنیا میں رہنا دوبھر ہو چکا ہے، تہمت درازی عام ہو چکی ہے، دل ویران ہو چکے ہیں، انصاف بک رہا ہے، دوست دوست کا دشمن بن چکا ہے، امانتوں میں خیانتیں ہو رہی ہیں، زلزلے کے جھٹکے لگ رہے ہیں، قرآن کریم کے نسخوں کو نقش ونگار سے آراستہ کر کے گھر میں اس کی تلاوت کرنے اور خیر و برکت کیلئے رکھا جاتا ہے، دین کو بیچ کر دنیا کو جمع کیا جا رہا ہے۔ مندرجہ ذیل بالا باتیں قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے تھیں جواب ظاہر ہو چکی ہیں اگر یہ سب کچھ ہونے لگے تو ''نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مفہوم کے مطابق پھر سب سے ذلیل آدمی قوم کا لیڈر اور قائد بن جائے گا۔'' اگر یہ سب علامات ظاہر ہو جائیں تو ''سرکارِ مدینہ ﷺ کے فرمان کے مطابق انتظار کرو'' پھر سرخ آندھیاں آئیں گی، لوگوں کی شکلیں اور صورتیں تبدیل ہو جائیں گی اور آسمان سے پتھروں کی بارشیں ہوں گی۔

(روزنامہ نوائے وقت 30 ستمبر بروز جمعرات 2010ء)

☆

# ہمارے مسائل کا حل!

مکرمی! اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں انسان کی رہنمائی کے لیے انبیاء و رسل بھیجے۔ کچھ نبیوں پر اپنا خاص کرم فرمایا اور ان پر کتابیں نازل کیں۔ اسی طرح تمام نبیوں کے سردار خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس دنیا میں تمام کائنات کا رہنما بنا کر بھیجا اور آپ ﷺ پر انسانیت کی بقا اور فلاح کے لیے مکمل ضابطہ حیات بصورت قرآن نازل فرمایا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب جب مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے رستے کو نظر انداز کیا ذلت و رسوائی ان کا مقدر بنی۔ بلاشبہ انسانیت کو درپیش تمام مسائل کا حل قرآن مجید میں موجود ہے، جسے نبی کریم ﷺ نے آسان لفظوں میں انسانیت پر واضح کیا اور اپنے آخری خطبہ میں دین کے مکمل ہونے کی نوید سنائی۔ ہم جانتے ہیں کہ درست سمت وہی ہے جو خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں بتائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن مجید میں تا عمر نہ مٹنے نہ بدلنے کے لیے تحریر فرمایا۔ یہ کتاب الٰہی گھروں میں سجا کر رکھنے کی چیز نہیں کہ اس پر روزانہ پھول چڑھا کر ہم سمجھیں کہ حق ادا کر دیا دراصل قرآن کو پڑھنا اور اس کے اصولوں کے مطابق زندگی کو ڈھالنا ہی ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیے اور قرآن مجید کا تقاضا بھی یہی ہے۔ آج اگر ہم اپنی زندگی کا چلن اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق کر لیں تو کامیابی ہماری ہو گی ورنہ مسلمان ہر دور میں مسائل میں گرا پریشان اور مشکلات کا شکار ہی رہے گا۔ قرآن پاک اور سنت نبوی ﷺ سے دوری کی وجہ سے مسلمان مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ چند نام نہاد مسلمان اپنی دانست میں اسلام کی وہ تصویر پیش کر رہے ہیں جو دراصل اسلام ہے ہی نہیں۔ بے شک قرآن کی ہر آیت فلاح ہے، شفا ہے اور اس پر عمل کرنے میں ہی ہماری کامیابی ہے۔

(روزنامہ وقت 7 دسمبر بروز منگل 2010ء)

☆

## سڑک کی تعمیر اور ٹریفک کا نظام

گوجرانوالہ میں بخاری روڈ مصروف ترین سڑک کی حالت بہت خراب ہے۔ یہاں ٹریفک بہت تیز ہے لیکن مین ہول کھلے پڑے ہیں یہ سڑک جی ٹی روڈ پر نکلتی ہے جس پر ایک پھاٹک جسے ''ڈنگہ پھاٹک'' کہتے ہیں۔ اس سڑک پر لائٹس بھی نہیں ہیں جو کہ لوگ اندھیرے کی وجہ سے حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس سڑک کا بہت ہی برا حال ہے۔ میری حکام سے گزارش ہے کہ سڑک کی تعمیر جلد شروع کی جائے۔ گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاروں اور آلودہ ماحول انسانی صحت کو متاثر کر رہا ہے اور پنڈی بائی پاس پر ٹریفک رواں دواں رکھنے کے لیے بہتر اقدامات کئے جائیں۔ (روزنامہ جنگ 26 دسمبر بروز اتوار 2010ء)

☆

## ''تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے''!

مکرمی! میں داخلے کے لیے گورنمنٹ کالج گیا۔ میں نے سپرنٹنڈنٹ سے کہا جناب کیا فرسٹ ائر کے داخلے کھل گئے ہیں۔ انہوں نے کہا آپ پرنسپل کرامت علی کے پاس چلے جائیں۔ میں پرنسپل کرامت علی کے پاس چلا گیا انہوں نے مجھے دوبارہ سپرنٹنڈنٹ کے پاس بھیج دیا۔ میں سپرنٹنڈنٹ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا پرنسپل سے لکھوا کر لاؤ۔ میں دوبارہ پرنسپل کے آفس میں چلا گیا تو انہوں نے غصے سے کہا تم دوبارہ آ گئے ہو تمہیں کہا بھی ہے کہ سپرنٹنڈنٹ کے پاس جاؤ میرے کمرے سے دفع ہو جاؤ۔ ''تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے۔'' (روزنامہ نوائے وقت 11 جنوری بروز منگل 2011ء)

☆

# ادب زندگی ہے

مکرمی! ادب کے لغوی معنی تہذیب کے ہیں۔ انسان کا رہن سہن بات چیت کا انداز پہننے اوڑھنے کا سلیقہ تہذیب ہے اگر سوچا جائے کہ ادب تخلیق کیسے ہوتا ہے تو زندگی کے کینوس پر بکھرے رنگوں کو قوت گویائی لفظ دیتے ہیں لفظ کھٹے میٹھے تیز و ترش شہد کی طرح شیریں اور بچے کی طرح شریر ہوتے ہیں لفظ نہ ہوں تو ساری کائنات پر ایک جامد سکوت طاری رہے زمین چپ، آسمان چپ، محبت کا سارا جہاں چپ اور محبت حقیقی ہو یا مجازی جذبے سچے ہوں یا کچے ہر بات ہر جذبہ اظہار کے لیے لفظوں کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ لفظ نظم کے پیرائے میں ہوں یا غزل کی لے میں ڈھلے ہوئے۔ ''ادب کے اظہار'' سوچ و فکر اور جذبات کے لیے ازل سے ابد تک ایک ہی زبان استعمال ہوتی ہے۔ ادب زبان کی فطرت میں شامل ہے کہ جو کچھ جانتا سوچتا اور محسوس کرتا ہے اس کا اظہار کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے اگر وہ محض اپنے علم کو دوسروں تک پہنچانے کی بجائے اس میں اپنے جذبات و احساسات کی آمیزش کرے تو تخلیق ادب کے منصب پر فائز ہوسکتا ہے۔ زندگی معاشرے اور تہذیب کا ترجمان اور نقاد ہوتا ہے۔ یہ انسانی جذبات و احساسات اور بلند سے بلند تر خیالات کا فنی اظہار ہے اس میں سماجی اور افادی پہلو ہوتا ہے۔ ادب ایک سماجی عمل ہے ایک ایسا سماجی عمل جو مقصد بھی اور ایک اعلیٰ تر مقصد کے حصول کا ذریعہ بھی جس میں مواد اور ہیئت دونوں کی حیثیت جسم اور روح کی ہیں۔ ادب اپنے دامن میں اپنے عہد کے سیاسی، سماجی، معاشرتی اور اقتصادی مسائل کو سمیٹے ہوئے ہے، دنیا کے کسی بھی ادب کا بغور مطالعہ یہ حقیقت واضح کردے گا کہ ادب اپنے گردوپیش کی زندگی اور اس کے مسائل سے دامن نہیں بچا سکتا۔

(روزنامہ نئی بات 20 دسمبر بروز منگل 2011ء)

# اخلاقی جرأت

قائداعظم کی اخلاقی جرأت ہی کی بدولت انگریز ان سے خوف زدہ تھے اور کانگریس کے بڑے بڑے لیڈر بھی ان کو دیکھ کر کانپ جاتے تھے۔اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے جسمانی قوت نہیں بلکہ اخلاقی جرأت کی ضرورت ہوتی ہے۔اخلاقی جرأت ایک ایسی طاقت ہے جو جابر حکمران کے سامنے بھی حق بات کہنے سے گریز نہیں کرتی۔اس کی مثال تاریخ اسلام میں جگہ جگہ موجود ہے اور واقعہ کربلا اخلاقی جرأت کا وہ بے مثال کارنامہ ہے کہ دنیا آج تک نہ اس کی مثال پیش کر سکی اور نہ کر سکے گی۔دنیا میں جتنے مفکر، دانشور، شاعر اور ادیب ہوئے انہوں نے اپنے افکار، جسمانی قوت کے ذریعہ نہیں بلکہ ذہنی قوت کے ذریعے دنیا میں پھیلائے۔ کسی مفکر نے لوگوں کو پچھاڑ پچھاڑ کر اپنی بات نہیں منوائی بلکہ اخلاقی جرأت سے کام لے کر اپنے افکار کو پھیلایا اور دنیا کو بتا دیا کہ اخلاقی جرأت ہی وہ اعلیٰ قوت ہے جس کو کوئی دوسری طاقت زیر نہیں کر سکتی۔آدمی کو انسان بنانے والی اور انسان کو انسانیت کے بلند درجے تک پہنچانے والی یہی قوت ہے اور اسی قوت کی بدولت آدمی خدا کا نائب اور اشرف المخلوقات بنا۔اسی قوت نے آدمی کو جانوروں سے الگ کیا اور اسی جرأت نے انسانوں میں دوسروں کے حقوق کا احترام پیدا کیا۔اسی جرأت نے غلام قوموں کو آزادی سے ہمکنار کیا۔ہمارے سیاستدان بھی اخلاقی جرأت سے کام لیں تو ہمارا ملک دن دُونی رات چوگنی ترقی کر سکتا ہے لیکن ہمارے سیاستدانوں کو کب سمجھ آئے گی اور یہ ملک کے لیے بھی کچھ وقت نکالیں گے اور اس کو ترقی کی راہ پر لے جائیں گے۔

(روزنامہ دنیا 14 دسمبر بروز جمعۃ المبارک 2012ء)

☆

# شہریوں کو احساس تحفظ دلانے کی ضرورت

مکرمی! گوجرانوالہ شہر کے علاقہ سول لائنز میں اور اس کے گرد و نواح میں شہر کی انتظامیہ کے اعلیٰ افسران کی رہائش گاہیں اور دفاتر ہیں، ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، پاسپورٹ آفس ضلع کچہری اور سیشن کورٹس بھی اسی علاقہ میں واقع ہیں جبکہ اس علاقہ میں روڈ لائٹس کا انتظام انتہائی ناقص ہے اور سرشام موبائل فون چھیننے اور راہ چلتے لوگوں سے چھینا جھپٹی کی وارداتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ علاقہ اندھیر نگری اور پتھر کے زمانے کا معلوم ہوتا ہے۔ تھانہ سول لائنز سے جو سڑک سرکٹ ہاؤس کی طرف جاتی ہے اور جو سڑک کمشنر آفس کی طرف جاتی ہے یہ دونوں سڑکیں اندھی سڑکیں لگتی ہیں اور یہاں سے گزرنا محال ہے۔ پیدل چلنے والوں کے لیے بہت ہمت کا کام ہے کہ وہ ان سڑکوں پر چل سکیں۔ روڈ لائٹس کے پول نصب ہیں مگر لائٹس یا تو خراب ہیں یا جان بوجھ کر بجھا کر راہگیروں کو لوٹا جاتا ہے۔ گوجرانوالہ شہر کے ''منتخب عوامی نمائندوں'' اور اعلیٰ افسران سے درخواست ہے کہ اہالیانِ سول لائنز کو احساس تحفظ دلاتے ہوئے ان کو گوجرانوالہ شہر کے ''پوش ترین'' علاقے میں رہائش پذیر ہونے کا احساس بھی محسوس ہونے دیں اور اس علاقہ میں رات ہوتے ہی جو پراسراریت پھیلا دی جاتی ہے اس کو ختم کر کے سول لائنز کے اطراف کی تمام اہم شاہرات پر روڈ لائٹس مرمت/نصب کی جائیں۔ اہل علاقہ/حلقہ بہت مشکور ہوں گے۔

(روزنامہ نوائے وقت 8 نومبر بروز جمعرات 2012ء)

(روزنامہ جنگ 16 نومبر بروز جمعۃ المبارک 2012ء)

☆

# لاہور ائیر پورٹ کے معاملات پر توجہ دینے کی ضرورت

مکرمی! کچھ روز پہلے میں لاہور ایئر پورٹ گیا مگر ایئر پورٹ کے انتظامی حالات اور معاملات نے بہت پریشان کیا۔ سب سے پہلے تو ایئر پورٹ کے داخلی سکیورٹی کے ناکے انتہائی غیر ضروری کنکریٹ کی رکاوٹوں نے ٹریفک کی روانی کو معطل کر رکھا ہے اور بہت وقت ضائع ہوتا ہے مناسب آلات کی تنصیب سے یہ معاملہ اور مرحلہ انتہائی سبک رفتاری اور آسانی سے حل ہوسکتا ہے۔ ایئر پورٹ کی انتظار گاہ میں بیٹھنے کا معقول اور مناسب انتظام نہ ہے۔ نہایت محدود تعداد میں کچھ کرسیاں نصب ہیں جو ہزاروں افراد کی آمدورفت والی جگہ پر انتہائی کم ہیں۔ ایئر پورٹ کے اندر واقع اشیائے خوردونوش کی کینٹین ہوشربا حد تک مہنگی ہیں اور بعض اشیا کی قیمت دوگنی سے بھی زیادہ ہے۔ مقابلے کی فضا نہ ہونے کی وجہ سے لوگ مجبوراً یہاں سے کھانے پینے کی اشیا خریدتے ہیں۔ پبلک ٹائلٹس بھی کم تعداد میں ہیں۔ باری کے انتظار میں دیر تک کھڑے رہنا پڑتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ گڈ گورننس کے دعوے صرف بیانات میں ہی کیوں الاپے جاتے ہیں۔ یہ صرف سنائی کیوں دیتے ہیں ان کو تو نظر آنا چاہیے۔ خادم اعلیٰ صاحب جیسا منتظم اور پرخلوص انسان بھی اگر اپنے شہر ہی میں واقع ایئر پورٹ کے ان معاملات کا نوٹس نہیں لے گا تو وفاقی حکومت کی طرف تو دیکھنا ہی فضول اور بیکار ہے صرف یہ کہہ دینا کہ فلاں محکمہ فلاں کام وفاق کا ہے، آپ ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہوجاتے۔

(روزنامہ نوائے وقت 29 نومبر بروز جمعرات 2012ء)

☆

# گوجرانوالہ میں طبی علاج کی جدید سہولیات کی عدم دستیابی

مکرمی! گوجرانوالہ سے روزانہ لاکھوں لوگ لاہور آتے جاتے ہیں اور آمدورفت کے لیے جی ٹی روڈ کو استعمال کرتے ہیں۔ گوجرانوالہ ڈویژن میں طبی علاج معالجے کی جدید اور فوری سہولیات کی عدم دستیابی کی وجہ سے انتہائی نگہداشت کے مریضوں کو لاہور ریفر کر دیا جاتا ہے اور سارا دن جی ٹی روڈ پر ایمبولینس بھی آتی جاتی ہیں۔ یہ ٹریفک جب شاہدرہ کے نزدیک ریلوے پھاٹک پہنچتی ہے تو بیشتر اوقات دن میں یہاں ٹریفک رکی اور پھنسی ہوئی ملتی ہے کیونکہ جب بھی ریلوے پھاٹک بند ہوتا ہے تو گوجرانوالہ سے لاہور جانے والی اور لاہور کو گوجرانوالہ سے ملانے والی جی ٹی روڈ پر دونوں اطراف گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں بے ہنگم طریقے سے پھنس جاتی ہیں اور پھاٹک کھلنے کے بعد بھی ٹریفک کو رواں دواں ہوتے کافی دیر لگ جاتی ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف نے لاہور کی سڑکوں کی طرف خصوصی توجہ دی ہے اور ذرائع مواصلات کو بہتر بنایا ہے لیکن معلوم نہیں کہ کن وجوہات کی بنا پر ان کی توجہ شاہدرہ پھاٹک پر اوور ہیڈ برج یا انڈر پاس بنانے کی طرف کیوں نہیں دلائی گئی حالانکہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے اور وہاں ٹریفک کے دباؤ کو بھی کم کرنے میں بہت مفید ثابت ہوگا۔ مریضوں کو جو پہلے ہی تقریباً ایک گھنٹے کا سفر کر کے یہاں شاہدرہ تک پہنچتے ہوتے ہیں ٹریفک کے رکے اور پھنسے ہونے کی وجہ سے علاج معالجہ کے لیے مزید انتظار کی سولی پر لٹکنا پڑتا ہے۔ انتہائی نگہداشت کے مریضوں کے لیے وقت کی بہت اہمیت ہوتی ہے اور ایمرجنسی میں ایک ایک سیکنڈ اپنا کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔ خادم اعلیٰ سے درخواست کی جاتی ہے کہ شاہدرہ کے مقام پر جی ٹی روڈ پر اوور ہیڈ برج یا انڈر پاس کی تعمیر فوری شروع کی جائے اور لاکھوں مسافروں کو بہتر سفری اور آمدورفت کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ مریضوں کی فلاح و بہبود کے لیے بھی یہ اقدام بہت ضروری ہے جس سے پنجاب حکومت بہت سے لوگوں کی دعائیں لے کر اپنے لئے اگلی مرتبہ بھی اقتدار کا انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہو کر عوام کی مزید خدمت پر مامور ہو سکتی ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت 2 دسمبر بروز اتوار 2012ء)

# مذہبی فرض، انگریزی لباس

جمعۃ المبارک جی ٹی روڈ گوجرانوالہ نزد جنرل بس سٹینڈ کے قریب واقع ایک مسجد میں ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی مسجد میں بہت بڑی اکثریت پینٹ شرٹ ٹائی میں ملبوس افراد کی دیکھی تو بندہ حیران ہوا کہ یہ کسی سیکولر ملک کی مسجد ہے یا ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں واقع ایک مسجد ہے۔ آخر کار جب رہا نہ گیا تو ساتھ والے ایک ''بابو'' سے پوچھ ہی لیا کہ جناب اس مسجد میں اتنی تعداد میں لوگ اس انگریزی لباس میں ملبوس کیوں ہیں؟ جواب آیا کے مسجد کے طراف میں بہت بینک ہیں اور تمام ملازمین جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے لیے اسی مسجد میں آتے ہیں مزید استفسار پر معلوم ہوا کہ بینک ملازمین پر اس انگریزی اور نام نہاد کارپوریٹ لباس کی پابندی ہے جو جمعۃ المبارک کے دن بھی شلوار قمیص پہن کر آئے اس کے خلاف ادارہ نہایت ہتک آمیز یا تادیبی کارروائی کرتا ہے۔ ان صاحب نے بتایا کہ حالانکہ اس لباس میں نماز کی ادائیگی میں مشکل پیش آتی ہے مگر ہم لوگ مجبور ہیں کہ بینک انتظامیہ کے انسانی حقوق کے خلاف احکامات ماننے پر مجبور ہیں۔ نماز کے ارکان رکوع وسجود میں بہت مشکل پیش آتی ہے اور شرم بھی آتی ہے۔ بینک مالکان اور انتظامیہ نے اپنے اداروں کی ترقی اور خدمت کا معیار اس غیر شرعی لباس کو مانا ہوا ہے جس کو پہن کر عملہ کے اکثر ارکان اپنے آپ کو مطمئن، پرسکون اور محفوظ سمجھتے ہی نہیں۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ ایسے میں ملازمین پوری جانفشانی اور ایمانداری سے اپنے پیشہ وارانہ فرائض انجام دے

سکیں۔انسانی فطرت کے خلاف دیا جانے والا حکم جس پر ایک انسان کی لطیف طبیعت مائل نہ ہو اور جس پر عمل کرنا مشکل اور دشوار بھی ہو تو ایسا عمل کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ کیا اس لباس کی وجہ سے بینکوں کے منافع میں تاحدِ نگاہ اضافہ ہوسکتا ہے؟ نہیں نہیں! بالکل نہیں۔ مندرجہ بالا عوامل کے پیچھے عملہ کو دی جانے والی مراعات، سہولیات اور احساس تحفظ کارفرما ہے جس کی بدولت عملہ اپنے بینک/ادارہ کے لیے پرخلوص اور دیانتدارنہ فرائض کی انجام دہی پوری تندہی اور محنت سے کرتا ہے اور ایسے اداروں نے ہی پوری دنیا میں نام پیدا کیا ہے۔

میں یہاں آپ کے اخبار کی وساطت سے تمام بینکوں کے مالکان، سربراہان اور انتظامی عہدیداروں سے درخواست کروں گا کہ وہ پینٹ شرٹ ٹائی اور کوٹ کی پابندی کو لازمی قرار نہ دیں بلکہ عملہ کو اپنی پسند ناپسند اور سہولت کے لحاظ سے شرعی، قومی اور ہر قسم کے اخلاقی لباس کے استعمال/پہننے کی اجازت دیں۔اس وقت نیشنل بینک آف پاکستان منافع کے لحاظ سے پہلے نمبر پر ہے۔تمام عملہ شلوار قمیص پہن سکتا ہے اور پہنتا بھی ہے۔گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان کو بھی ماتحت بینکوں کے ملازمین کے تحفظ کے لیے اپنے کردار اور ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے احکامات کا سخت نوٹس لینا چاہیے۔

(روزنامہ سماج 18 دسمبر بروز منگل 2012ء)

(روزنامہ دنیا 18 دسمبر بروز منگل 2012ء)

☆

# سی این جی۔۔۔ایک اہم مسئلہ

سی این جی کی قیمتوں میں کمی کے خلاف اسٹیشن مالکان غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال پر چلے گئے جو جزوی طور پر کامیاب نظر آتی ہے۔ یہی مالکان گزشتہ 12 سال سے منافع خوری میں مصروف تھے لیکن عوام کے اس استحصال پر حکومت خاموش تماشائی بنی رہی اور اب جب کہ سپریم کورٹ کے احکامات کی روشنی میں قیمتیں کم کی گئیں تو ان مالکان کو کم منافع کی صورت میں نقصان یاد آنے لگا۔سی این جی مالکان کا کہنا ہے کہ وہ نقصان برداشت نہیں کر سکتے،تو سوال یہ ہے کہ کیا وہ پچھلے 12 سال کا زائد منافع واپس کرنے کو تیار ہیں؟ اوگرا،حکومت اور سی این جی مافیا کی پالیسیوں کی سزا عوام بھگت رہے ہیں۔ایک کلومیٹر میں کئی سی این جی سٹیشنز لگانے کی اجازت کس نے دی؟ غیر معیاری سلنڈروں میں گیس کیوں بھری جاتی ہے؟ گزشتہ چند ماہ میں ہونے والے واقعات اس کا شاخسانہ ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ اور 1300 سی سی سے زائد گاڑیوں میں سی این جی کے استعمال پر پابندی عائد کی جائے۔ پبلک ٹرانسپورٹ میں سی این جی کے استعمال سے مالی فوائد سے زیادہ جانی نقصانات ہو رہے ہیں جن کی خبریں ہم اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا 22 دسمبر بروز ہفتہ 2012ء)

☆

# عدلیہ کی آزادی

**یونیورسٹی آف لاہور نے جواں سال اہل قلم کو دعوت دی تھی کہ وہ اپنے پسندیدہ کالم نویسوں کو خط لکھیں۔ جناب حسن نثار صاحب! میں آپ کا پرانا قاری ہوں اور آپ کی تحریریں مجھے بے حد پسند ہیں میں اپنی چند گزارشات آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔**

وطن عزیز پاک سرزمین پر عدلیہ کی آزادی اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے بعد عوام نے جو خوش حالی اور امن کے خواب دیکھے تھے، وہ چکنا چور تو کب کے ہو چکے ہیں اور اب حالات یہ ہیں کہ عوام جمہوری دور سے مجبور ہو کر مسلسل خودکشیوں پر مجبور ہو گئے ہیں۔ غربت کفر کی سرحدوں تک لے جاتی ہے۔ حکومت وقت جو پچھلی کئی دہائیوں سے روٹی، کپڑا اور مکان کے جال میں سادہ لوح عوام کو قید کر کے بھوک، افلاس، تنگی اور بے سروسامانی ہی دے رہی ہے، اب بھی کمال ڈھٹائی سے اسی نعرے کو ہی بنیاد بنا کر آنے والے الیکشن میں اترے گی۔ پاکستان میں روزانہ قریباً 5 ارب روپے کی کرپشن ہو رہی ہے، اس کے باوجود حکومت قائم ہے۔ اگر عدلیہ کی تلوار اس بے ہنگم اور شتر بے مہار قسم کے لوگوں پر نہ لٹک رہی ہوتی تو تب کرپشن کا عالم کیا ہوتا؟ اگر عدلیہ صرف لوگوں کے ڈکیتی، ناجائز قبضوں، چوری، حق تلفی اور ایذا رسانی کے مقدمات میں ہی الجھی رہتی تو ان کرپٹ لوگوں کو کس قدر کھل کھیلنے کا موقع مل جاتا۔ صد شکر کہ آزاد عدلیہ کی وجہ سے کچھ تو ڈر خوف ہے، کچھ تو رکاوٹ محسوس ہو جاتی ہے۔ لوڈ شیڈنگ کی ایک کرب ناک اذیت، مہنگائی کا ایک دردناک عذاب مسلسل اس قوم

کو ذہنی، جسمانی اور معاشی طور پر مفلوج کر چکا ہے۔ اجتماعی پیداوار کے اعداد و شمار میں ہوش رُبا کمی نے گڈ گورننس، جمہوریت، مفاہمت کی سیاست اور جمہوریت کے شہیدوں کے نام پر انگلی ہی نہیں ہاتھ اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے۔ محبّ وطن اہل اور قابل رہنماؤں کا ایسا قحط اس دھرتی پہ مسلط ہوا ہے کہ 18 کروڑ عوام ایک ریوڑ، ایک ہجوم کی طرح ہانکے جا رہے ہیں۔ انسانیت کی توہین اور انسانی جان کی ارزانی جس قدر بڑھی ہے، اسی طرح دلوں میں عذاب الٰہی کا ایک خوف، ایک خیال، ایک احساس بہر طور موجود ہے، مگر لالچ، حرص، بے ایمانی، جھوٹ اور دوسروں کے حقوق پر دن دہاڑے مکمل ڈھٹائی کے ساتھ ڈاکہ ڈالنا اب اشرافیہ، زورآوروں اور نام نہاد شرفاء کا شیوہ بن چکا ہے۔

لمحوں کی خطا کی سزا صدیاں پاتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر انسان اپنے اندر کے نیب/ ضمیر کو جھنجھوڑے اور شرم و حیا کے سمندر میں ڈوب کر سراغ زندگی کو مقصد حیات بنالے۔ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے سے ہی حقیقی اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ مالکِ کُل نے تو 70 ماؤں سے زیادہ پیار اور خلوص کا صرف کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم جیسے کاہل، جاہل، بے شرم، حیا سوز اور ظالم لوگوں کو بھی کھانا کھلا کر رزق عطا کر کے اور زندہ رکھ کے اپنا پیار، خلوص، مغفرت اور اپنا رحم ہم پر کرتا ہے۔ کچھ لوگوں کی نااہلی، لالچ، حرص اور ظلم نے باقی کروڑوں لوگوں کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔ ہم شکوہ اپنے مالک سے، سارا کچھ اُسی کا مسلط کردہ خیال کر کے اپنی بزدلی کا خاموش ماتم کرتے رہتے ہیں۔ دن کا اُجالا اُن ہی کو نصیب ہوتا ہے جو نور سے بھرپور آنکھیں اور بیدار ہونے کی نعمت کو استعمال کرتے ہیں۔

(روزنامہ جہانِ پاکستان 28 دسمبر بروز جمعۃ المبارک 2012ء)

(روزنامہ دنیا 2 جنوری بروز بدھ 2013ء)

☆

# انتخاب نہیں انقلاب؟

جُوں جُوں وقت گزر رہا ہے ملکی حالات نازک سے نازک تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ دہشت گردی، مہنگائی اور بے روزگاری میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ چند فیصد لوگ ملکی وسائل پر قابض ہیں، اسی لیے قدرتی وسائل سے مالا مال یہ ملک ترقی کی بجائے تنزلی کا شکار ہے ان حالات میں عوام کی ہمت جواب دے چکی ہے۔ حکمران طبقہ میں سے کوئی بھی ملک اور قوم کے بارے میں سوچنے کا روادار نہیں، ان حالات میں ایک مردِ قلندر کی آواز گونجی، کرپٹ اور ظالمانہ نظام کے خلاف جنگ کا طبل بجا اور علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے یہ الفاظ ذہن میں رقم ہو گئے کہ ''سیاست نہیں ریاست بچاؤ''، ''انتخاب نہیں انقلاب چاہیے۔'' جب میں اپنے اردگرد نگاہ ڈالتا ہوں تو مجھے ہر دردِ دل رکھنے والا محبّ وطن پاکستانی پریشان دکھائی دیتا ہے۔ ہر پاکستانی یہی سوچ رہا ہے کہ کل طلوع ہونے والا سورج کس نئے عفریت کو سامنے لائے۔ ملک میں آزاد عدلیہ اور جمہوری حکومت موجود مگر اس کے باوجود عوام ذہنی پستی اور ملک تنزلی کا شکار کیوں؟ اس کیوں کا جواب کسی سیاسی جماعت کے پاس نہیں۔ ملک میں جمہوریت ہے مگر حکمران طبقہ نے وطن کو جمہوری ممالک کی صف میں کھڑا کرنے کے بجائے جمہوریت کا چہرہ ہی مسخ کر دیا۔ انسانی حقوق کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ کمر توڑ مہنگائی، بے روزگاری اور لوڈ شیڈنگ نے پاکستانی عوام کا جینا دوبھر کر دیا۔ امیر، امیر تر ہوتے جا رہے ہیں اور غریب، غریب تر۔ پاکستان دنیا کا سب سے زرخیز اور قدرتی

وسائل سے مالا مال ملک تھا مگر پاکستانی عوام آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بنیادی ضروریات زندگی سے محروم ہیں۔ جب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے الفاظ میرے کانوں میں گونجے کہ یہ وقت انتخاب کا نہیں انقلاب کا ہے اور ہمیں سیاست نہیں ریاست چاہیے، تو میں تصور میں اک عظیم انقلاب کا منظر دیکھنے لگا لیکن پھر خیال آیا کہ اس سے قبل بھی کئی بار انقلاب کے نعرے طوفانی موجوں کی طرح منظر عام پر آئے، مگر پھر عوام کی آنکھوں پر مرہم لگا کر یہ موجیں سمندر سے دریا اور دریا سے نہروں میں آ کر اعتدال پر آ گئی۔ اسی لیے میں نے ڈاکٹر طاہر القادری اور ان کے الفاظ کو ماضی اور حال کے تناظر میں رکھ کر سوچا کہ جس شخص کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز ہو رہی ہے۔ ایک دم اس شخص کی آمد کچھ عجیب سی لگتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو یوں آ کر ''سیاست نہیں ریاست بچاؤ'' کا نعرہ لگانا اب ہی کیوں یاد آیا؟ ڈاکٹر صاحب پہلے کہاں تھے؟ سیاست دانوں کی باتیں دل کو لبھانے والی ہیں لیکن شک و شبہات بھی اپنی جگہ قائم ہیں۔ میری دعا یہی ہے کہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ آمین!

(روزنامہ دنیا 6 جنوری بروز اتوار 2013ء)

☆

# اخبارات میں اشتہارات

مکرمی! آج کل مختلف اخبارات میں نوکری کے لیے اشتہارات میں مشتہر ادارہ اپنا نام و پتہ بتانا پسند نہیں کرتا اور صرف ''پی او باکس'' نمبر بتا دیا جاتا ہے جس سے نوکری کے لیے درخواست دینے والے امیدوار کو پتہ نہیں چلتا کہ اس کی درخواست کس ادارہ کو جا رہی ہے اس کے کوائف کس مقصد کے لیے استعمال ہو رہے ہیں، ایسے اشتہارات انگریزی، اُردو قومی اور علاقائی اخبارات میں تعطیل کے روز عام دیکھے جا سکتے ہیں۔ ایسے اشتہارات کی کثرت ہوتی ہے جن میں متعلقہ ادارہ اپنا نام، کوائف اور پتہ بالکل نہیں بتاتے مگر امیدواروں سے ان کی ایک ایک دستاویز طلب کرتے ہیں۔ کچھ اشتہارات میں تو امیدواروں سے درخواست کے ساتھ سینکڑوں روپے کا منی آرڈر/ پوسٹل آرڈر اور بینک ڈرافٹ بھی طلب کیا جاتا ہے۔ بیروزگاری اور معاشی حالات سے ستائے نوجوان قسمت آزمائی کے لیے نجانے کن ذرائع سے اس ''فیس'' کا بھی بندوبست کر کے ساتھ بھجوا دیتے ہیں مگر اس کے بعد نہ انہیں انٹرویو کے لیے طلب کیا جاتا ہے نہ ہی درخواست کی وصولی یا نااہلی کی اطلاع دی جاتی ہے حالانکہ فیس کے عوض کم از کم یہ سہولت تو میسر ہو۔ امیدوار نوکری کی آس لگائے مہینوں انتظار کی سولی پر لٹکے رہتے ہیں اور بعد ازاں اپنے ساتھ ہونے والے اس دھوکے کو کسی اور نئے دھوکے / جھانسے کے رونما ہو جانے کی وجہ سے بھول جاتے ہیں۔ ایک بیروزگار امیدوار نے بتایا کہ اس نے پی او باکس نمبر کے حامل کئی اشتہارات کو

پڑھنے کے بعد وہاں نوکری کے لیے اپنے مکمل کوائف ارسال کئے مگر آج تک نہ تو وہاں سے نوکری کے لیے انٹرویو وغیرہ کے لیے بلایا گیا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی اطلاع ملی، ساتھ بھجوائے گئے منی آرڈر / پوسٹل آرڈر / بینک ڈرافٹ کے مصرف کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعض مرتبہ اسی ادارے کے ملازم پی او باکس نمبر ہونے کی وجہ سے ادارے کے اصل نام پتہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اپنے ہی ادارے میں کسی اور جاب یا بہتر جاب کے لیے درخواست گزار بیٹھتے ہیں جس سے اس ملازم کے لیے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ آپ کے اخبار کی وساطت سے میں تمام اخبارات سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ایسے اشتہارات پر مکمل پابندی عائد کر دیں جو اپنا نام / پتہ / کوائف تو امیدواروں کو بتاتے نہیں وہ نوکری کیا دیں گے۔

(روزنامہ جنگ 19 جنوری بروز ہفتہ 2013ء)

(روزنامہ نئی بات 18 فروری بروز سوموار 2013ء)

☆

# الیکشن کمیشن کے لیے کچھ تجاویز

مکرمی! الیکشن کمیشن آف پاکستان نے حال ہی میں ترقی، تکمیل اور اعتماد کی کافی منازل طے کی ہیں۔ آئینی لحاظ سے الیکشن کمیشن شاید پہلی مرتبہ اس مرتبے پر فائز ہوا ہے جمہوری دور حکومت اپنا طے شدہ عرصہ حکمرانی مکمل کر کے اقتدار کی منتقلی کی طرف رواں دواں ہے۔ ضرورت اس امر کی اور دعا ہے کہ یہ مرحلہ خیر وخوبی اور خوش اسلوبی سے طے ہو جائے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان جہاں بہت سی آئینی شرائط کی تکمیل اور تعمیل کے لیے اقدامات کر رہا ہے۔ وہاں ملک کی تمام سرکردہ سیاسی، مذہبی، انسانی حقوق کی تنظیموں اور الیکشن کمیشن آف پاکستان سے کہنا چاہتا ہوں اور میری تجویز یہ ہے کہ آئندہ الیکشن کے نتیجہ میں قائم چاہے یک جماعتی اور چاہے اتحادی جماعتوں کے الحاق سے حکومت قائم ہو، اسے اگلے پانچ سال کے لیے ملکی ترقی اور انفرادی خوشحالی کے اہداف پر مشتمل ایک جامع دستاویز بھی دینی چاہیے۔ قومی اسمبلی، سینیٹ، کابینہ، مشیران، وزیران، صوبائی اسمبلی کے ممبران اور نہ جانے کتنے سو سیاستدانوں ''بوڑھے بچوں کے نخرے، چونچلے'' ملکی خزانہ اور عوام کے خون پسینے کی کمائی سے برداشت کئے جاتے ہیں مگر پانچ سال کے بعد سوائے کھوکھلے نعروں اور جھوٹے اعداد وشمار کی صورت میں ہمیں لوٹا کر جاتے ہیں۔ ایک گھر کا سربراہ بھی اپنے گھر کی

ترقی اور استحکام اور مستقبل کی ضروریات کی منصوبہ بندی اور اس کے لیے دن رات محنت مزدوری کرتا ہے۔ اس کے لیے وسائل پیدا کرنے کے لیے شبانہ روز محنت و مزدوری کرتا ہے تب جا کر گھر ایک جنت اور سکون کی جگہ بنتا ہے مگر ہم بیوقوف عوام نالائق، جاہل، بدمعاش، بدقماش، بدکردار، بدتمیز اور بے ادب حکمرانوں کے سپرد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی فلاح کی ذمہ داری ڈال کر پانچ سال ان کی کرتوتوں پر روتے، چلاتے اور ماتم کرتے رہ جاتے ہیں۔ میری تجویز اور درخواست یہ ہے کہ جو بھی لوگ اسمبلیوں میں منتخب ہو کر آئیں ان سے حلف لیتے وقت مستقبل کے منصوبوں، ترقیاتی اہداف، بجلی، گیس، صاف پانی، مفت صحت کی سہولیات، انصاف کی فوری فراہمی، روزمرہ ضروریات کی ارزاں فراہمی اور فلاحی ریاست کی تمام تر خوبیوں کی حامل ایک ایسی جامع دستاویز پر بھی حلف دینے کو کہا جائے۔ جس سے عام آدمی اور غریب بے سہارا لوگوں کی زندگی پر بھی کوئی خوشگوار اثر پڑ سکے۔

(روزنامہ نئی بات 21 فروری بروز جمعرات 2013ء)

(روزنامہ دنیا 9 فروری بروز ہفتہ 2013ء)

☆

# نوجوانوں میں مقبولیت پانے والا پروگرام

مکرمی! آج کل ایک پروگرام بڑا مقبول ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ اس کا نام Living on the Edge جس کا میزبان وقار ذکا ہے ایک نجی ٹی وی کے میوزک چینل پر دکھایا جاتا ہے اور ٹیلنٹ کا نام دے کر پتا نہیں نوجوان نسل کو کیا سیکھایا جاتا ہے۔ میں کچھ دن پہلے ٹی وی دیکھ رہا تھا اور جس جس طرح کے سین میری آنکھوں نے دیکھے میں حیران رہ گیا کہ آج کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو کیا کرنے اور کیا دیکھنے کو مل رہا ہے۔ اس دور میں نوجوان نسل کو سیدھی راہ دکھانے کی بجائے انہیں کیڑے مکوڑوں کے تجربات کرنے کو کہہ رہے ہیں۔ اب عورت اور مرد کو ایک دائرے میں رکھنے والے دینی علماء کرام کہاں ہیں.....؟ وہ اس پروگرام کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتے۔ وہ بس یہ کہنا جانتے ہیں کہ ہماری سیاست اور جدوجہد نوجوان نسل کے لیے ہے لہٰذا ہم سب کو مل کر اس پروگرام کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔ ایسے مذہبی رجحان رکھنے والی انتظامیہ کو اس طرح کے کمرشل، حیا باختہ اور مخلوط ملاپ والے پروگرامز کی اجازت دینا اور ان کو نشر کر کے نوجوانوں اور بچوں کے ذہنوں کو گندہ کرنے اور ایک نسل کی تربیت کو بے غیرتی اور بے حیائی کی بھینٹ چڑھا دینا کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا۔ یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا جا رہا ہے پاکستان کا مستقبل بے غیرت اور بے حیا بنا کر اس قوم کو جانوروں کے ایک ریوڑ میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ ف ہم اغیار اور بے حیا کلچر کی یلغار کا سامنا کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ فیشن، ماڈرنائزیشن اور نقالی کی اس دوڑ میں ہماری نوجوان نسل بہت کمزوری کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس بے حیائی اور بے غیرتی کے آگے پل باندھتے اس کو جذبہ ایمانی کے ذریعے روکتے۔

(روزنامہ نئی بات 24 فروری بروز اتوار 2013ء)

☆

# فیس بتائی جائے

گوجرانوالہ میں مختلف مقامات پر حکومت پنجاب نے بچوں اور نوجوانوں کے لیے سپورٹس کمپلیکس بنائے ہیں۔ یہ بہت اچھا اقدام ہے جس کی وجہ سے بچوں اور نوجوانوں کو بہتر سہولیات میسر آسکتی ہیں۔ جہاں تک سہولیات کا تعلق ہے وہاں پر کمپلیکس کی رجسٹریشن کا تعلق بھی ہے۔ دیکھا جائے تو حکومت نے سپورٹس کمپلیکس میں رجسٹریشن کروانے کے لیے کوئی فیس نہیں رکھی کیوں کہ پچھلے دنوں مختلف اخبارات میں سپورٹس کمپلیکس کی فیسوں کے متعلق ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس میں صاف صاف لکھا تھا کہ گوجرانوالہ کے تمام سپورٹس کمپلیکس میں کوئی فیس نہیں ہے۔ یہ بچوں اور نوجوانوں کو فری سہولیات مہیا کرے گا۔ میں چند روز پہلے سپورٹس کمپلیکس کے دفتر گیا تو انھوں نے مجھے سات سو روپے رجسٹریشن اور تین سو روپے ماہانہ فیس بتائی اور ساتھ میں ایک 10 روپے والے فارم کی فوٹو کاپی دے دی۔ میری اعلیٰ حکام سے درخواست ہے کہ سپورٹس کمپلیکس کی فیس کا واضح اعلان کیا جائے۔ اگر ہے تو بچوں اور نوجوانوں کو بتایا جائے، اگر نہیں ہے تو بھی بتایا جائے۔

(روزنامہ دنیا 18 اپریل بروز جمعرات 2013ء)

☆

# سول ہسپتال گوجرانوالہ کی حالت زار

مکرمی! گزشتہ روز میں سول ہسپتال گوجرانوالہ کے قریب سے گزر رہا تھا اچانک دل کیا کہ اندر سے ایک چکر لگا کر صحت کی سہولیات کا مشاہدہ کروں تا کہ حکمرانوں کے بلند و بانگ دعوؤں کی تصدیق ہو سکے۔ اندر داخل ہوتے ہی خادم اعلیٰ کا افتتاح کا بورڈ نظر آیا۔ جہازی سائز کے بورڈ سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اندر تمام سہولیات میسر ہوں گی لیکن جب ایمرجنسی وارڈ میں پہنچا تو بستروں، چادروں، گدوں اور میڈیکل کے آلات کی شکستگی دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ واقعی یہ سرکاری ہسپتال سادہ لوح عوام کے ''علاج'' کے لیے ہی بنائے گئے ہیں۔ یہاں خادم اعلیٰ، زرداریوں، گیلانیوں، راجوں، نوابوں، سرداروں، کھوسوں، چوہدریوں، قریشیوں، ہاشمیوں اور خانوں کا علاج نہیں ہوسکتا۔ ان کے لیے ولائتی ہسپتال غیر ملکی کرنسیوں کے حامل میڈیکل کے اخراجات غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی اوران گنت قسم کے سرکاری ''جگاٹیکسز'' سے ہی ادا کیے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل تک یہ سمجھا جاتا تھا کہ زکوۃ، خیرات، صدقہ اور فطرانہ صرف غریبوں، مسکینوں، بے بسوں اور لاچاروں کا استحقاق ہے مگر اب اس کا الٹ ہو چکا ہے۔ ہمارے حکمران استطاعت ہونے کے باوجود غریبوں کے حق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ غریبوں اور لاچاروں کی ہسپتالوں اور عدالتوں میں بے بسی دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ اپنے اللے تللوں سے فارغ ہو کر غریب عوام کے لیے بھی صحت اور تعلیم کی سہولیات کا انتظام کریں۔

(روزنامہ نئی بات 21 اپریل بروز اتوار 2013ء)

☆

## ٹیکس ادا کیوں نہیں کرتے؟

سمجھ میں نہیں آتا کہ جب بھی اتوار کے ساتھ ہفتہ کی تعطیل کی جاتی ہے تو کاروباری طبقہ واویلا کیوں مچاتا ہے کیونکہ جب انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ ان سے ٹیکس طلب کرتا ہے تو یہ ہمیشہ کاروبار تباہ ہونے کا رونا روتے ہیں جبکہ ہفتہ کے دن کی تعطیل کا اعلان ہوتے ہی یہ سٹیٹ بینک اور حکومتوں پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ بینک کھولیں، سرکاری ادارے کھولیں ہمارا کاروبار بے حد متاثر ہو رہا ہے، ہم نے پیسے جمع کروانے یا نکلوانے ہوتے ہیں۔ کبھی یہ نہیں کہتے کہ ہم نے ٹیکس جمع کروانا ہے، ملازمین کو سوشل سکیورٹی ادا کرنی ہے۔ یہ دوغلی پالیسی ہے۔ کاروبار تباہ ہو چکا ہے تو ہفتے کی چھٹی سے کیا فرق پڑتا ہے اور اگر کاروبار جوبن پر ہے تو ٹیکس ادا کیوں نہیں کرتے؟ (روزنامہ دنیا 4 جون بروز منگل 2013ء)

☆

## نیشنل بک فاؤنڈیشن وفاقی حکومت کا ایک ذیلی ادارہ

مکرمی! نیشنل بک فاؤنڈیشن وفاقی حکومت کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ پچھلے کافی عرصہ سے ایک نہایت فائدہ مند اور علم دوست سکیم ''ریڈرز کلب'' فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہے۔ چند لاکھ روپوں کے بدلے ہزاروں ممبران اس سکیم کی بدولت آدھی قیمت پر کتب خرید کر مطالعہ کا شوق پورا کرتے تھے اور کتب بینی کی روایت کو زندہ رکھے ہوئے تھے مگر حکمرانوں اور حکومتوں کی ترجیحات ہی اور ہیں۔ 2010ء میں تنگ آ کر وفاقی محتسب کے ادارے کو اس سکیم کی بحالی کے لیے درخواست دی گئی اتنے سال گزرنے کے باوجود کوئی فیصلہ نہ کیا گیا کیونکہ بوجوہ وفاقی محتسب کی تعیناتی نہ کی جا رہی تھی۔ پچھلی حکومت نے ہر وہ

کام جس میں عوام کی فلاح مضمر تھی اسے طاق نسیاں میں رکھا۔ اداروں کے درمیان تصادم کی بدترین مثالیں اسی دور کا شاخسانہ ہیں۔ عدلیہ کی پروا کی گئی نہ ہی بیوروکریسی کو عزت دی گئی۔ صرف کرپٹ اور غلام افسران پر نگاہ کرم رہی۔ اب چند روز پہلے جناب سلمان فاروقی وفاقی محتسب صاحب نے 2010ء کی درخواست پر فیصلہ سنا دیا کہ فنڈز دستیاب نہیں ہیں۔ توقیر صادق تقریباً 83 ارب کا فراڈ، راجہ پرویز اشرف تقریباً 47 ارب کا فراڈ حکومت کے آخری روز یہ کیسز عدالت عظمیٰ میں زیر سماعت ہیں۔ درجنوں کرپشن کے کیسز اربوں روپے کے فراڈ اس کے علاوہ ہیں لیکن صرف اور صرف دو یا تین کروڑ روپے سے تقریباً 25/30 ہزار لوگ اس سکیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اب دیکھیں حکمرانوں اور حکومتوں کی ترجیحات۔ چند لوگ اربوں ڈکار کر بھی قانون کے ''لمبے ہاتھوں'' سے اوجھل ہیں جبکہ صرف اور صرف چند کروڑ روپوں سے ہزاروں لوگ کتب بینی کی روایت کو زندہ رکھ کر اپنی اخلاقی اور علمی تربیت کا اہتمام کر سکتے ہیں جس سے معاشرہ میں دور رس نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ درخواست گزار نے نا امید ہو کر فیصلہ کیا ہے کہ نہ نگران حکومت، نہ آنے والی حکومت اور نہ ہی عدالت عظمیٰ کو کسی قسم کی درخواست کی جائے۔ صد افسوس ایسی طرز حکمرانی پر، ایسی افسر شاہی پر کہ عوام مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوب جائیں۔

(روزنامہ نئی بات 16 جون بروز اتوار 2013ء)

(روزنامہ دنیا 29 مئی بروز بدھ 2013ء)

☆

# سڑکیں مرمت کروائی جائیں

محکمہ موسمیات والوں نے بتایا ہے کہ مون سون ستمبر تک جاری رہے گا لیکن ہر شہر کی ضلعی انتظامیہ نے کیا کوئی اقدامات کئے ہیں؟ جس طرح دوسرے شہروں نے کوئی اقدامات نہیں کئے اسی طرح گوجرانوالہ کی ضلعی انتظامیہ نے بھی کوئی اقدامات نہیں کئے۔ پچھلے کئی سالوں سے کمشنر روڈ اور بخاری روڈ نزد پاسپورٹ آفس والی سڑکیں جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور بارشوں کا پانی کئی کئی دن کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ گوجرانوالہ کی انتظامیہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ میری اعلیٰ حکام سے درخواست ہے کہ فوری اقدامات کئے جائیں اور بارش کے پانی کے نکاس کا بندوبست کیا جائے تاکہ عوام گھروں سے آسانی سے آجاسکیں۔

(روزنامہ جنگ 16 جولائی بروز منگل 2013ء)

☆

# سکول بند کرنے کی دھمکی

مکرمی! گزشتہ روز ایک نجی سکول میں اہم شخصیات کے بچوں کی آپس میں لڑائی ہو گئی جس کا نتیجہ دوسرے بچوں کو بھگتنا پڑ رہا ہے اور ان کی تعلیمی سرگرمیاں متاثر ہو کر رہ گئی ہیں اور تو اور چند دن بعد سکول بھی بند ہو جائے گا۔ وہ طالب علم جو تعلیم حاصل کرنے سکول آتے ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ گزشتہ روز سیالکوٹ بائی پاس پر واقع ایک نجی سکول جس میں گوجرانوالہ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کی اہم شخصیت کے بچوں کی لڑائی ہوئی جس پر چیمبر کے اعلیٰ عہدیدار نے سکول انتظامیہ کو ایک دھمکی آمیز خط لکھا ہے۔ اگر یہ معلامات معافی سے حل نہ ہوئے تو میں سکول بند کروا دوں گا اور سکول کی انتظامیہ کو سکول سے نکلوا دوں گا

کیونکہ دونوں پارٹیاں اس وقت چیمبر آف کامرس کی اہم شخصیات ہیں۔اس لیے معاملات بگڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔میری اعلیٰ حکام اور نجی سکول کے مالک سے گزارش ہے کہ اس کا سخت نوٹس لیا جائے اور اعلیٰ عہدیدار صدر سے پوچھا جائے کہ اس طرح کا خط کیوں لکھا گیا اور اپنے اختیارات سے تجاوز کیوں ہوا،سکول کے سٹوڈنٹ اور انتظامیہ میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہے کہ اگر سکول بند ہوگا تو پھر کیا ہوگا؟

(روزنامہ نئی بات 15 اکتوبر بروز منگل 2013ء)

☆

## وزیراعظم کی توجہ کے لیے

مکرمی! وزیراعظم یوتھ لون پروگرام کو ناکام بنانے کی نیشنل بینک سول لائنز برانچ گوجرانوالہ کی کوششیں، وزیراعظم یوتھ لون پروگرام کے تحت ہزاروں نوجوان بیروزگاروں نے برسرروزگار ہونے، معاشرے میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کے خواب سجائے نیشنل بینک لمیٹڈ سول لائنز برانچ گوجرانوالہ سے فارم حاصل کیے۔اب جب نوجوان درخواست گزار اپنی مکمل شدہ درخواستیں اس برانچ میں جمع کروانے کے لیے جا رہے ہیں تو متعلقہ عملہ نہایت بے دلی اور اپنی کم علمی کی وجہ سے ان درخواست گزاروں کو نا صرف مایوس لوٹا رہا ہے بلکہ ان کے خوابوں کو چکنا چور کر کے ان کے حوصلے بھی پست کرنے کا موجب بن رہا ہے۔متعلقہ ڈیسک پر تعینات عملہ نہ ہی پرائم منسٹر یوتھ لون پروگرام کی شرائط وضوابط سے پوری طرح آگاہ ہے بلکہ اس کی دوررس افادیت سے بھی بے بہرہ ہے۔اس ڈیسک پر بیٹھے ایک بینک آفیسر نے (جب اس کا نام پوچھا گیا تو اس نے نہ بتایا) درخواست گزاروں کو مختلف اعتراضات لگا کر مایوس لوٹانا اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے۔کسی بھی درخواست گزار کو نہ تو مکمل معلومات فراہم کی جا رہی ہیں اور نہ ہی ان کی

رہنمائی کی جاتی ہے۔ سرسری سے اعتراضات لگا کر درخواست گزار کو نشست چھوڑنے کا کہہ دیا جاتا ہے۔ نوشہرہ روڈ سے آئے ایک درخواست گزار کو کہا گیا کہ وہ اپنا گارنٹر خود نہیں بن سکتا حالانکہ وزیراعظم نواز شریف اس ضمن میں واضع ہدایات جاری کر چکے ہیں۔ ایک درخواست گزار کو کہا گیا کہ اس نے شناختی کارڈ کی کاپی تصدیق نہیں کروائی حالانکہ فارم میں تصدیق شدہ ہونے کا کہیں نہیں لکھا۔ ایک درخواست گزار کو یہ کہہ کر لوٹا دیا گیا کہ اس کا والد اس کا گارنٹر نہیں بن سکتا۔ کیونکہ ''والد'' رشتہ دار نہیں ہے بلکہ ''والد ہے کسی رشتے دار کی ضمانت لائی جائے۔ درخواست گزار نے جب راہنمائی چاہی تو اسے صرف اتنا کہا گیا کہ ''والد'' رشتے دار نہیں ہوتا بلکہ ''والد'' ہوتا ہے۔ متعلقہ بینک آفیسر زیادہ تر اوقات میں اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھتا بلکہ منیجر کے کمرہ میں یا بینک میں مختلف جگہوں پر کھڑے ہو کر اپنے منظور نظر اور سیاسی اثر و رسوخ کے حامل لوگوں کو قرضہ کی تفصیلات فراہم کرتا رہتا ہے۔ مایوس لوٹنے والے قرضہ کے حصول کے خواہشمند درخواست گزاروں نے اس رویے پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ قرضہ کے حصول کے درخواست گزاروں نے بینک کے اعلیٰ افسران اور وزیراعظم نواز شریف سے اپیل کی ہے کہ اس صورتحال کا فوری نوٹس لے کر ان اعتراضات کے متعلق حقائق پر مبنی راہنمائی کی جائے اور ایک شکایت سیل کا قیام فوری طور پر عمل میں لایا جائے تا کہ خلاف ورزی اور شکایت کی صورت میں ذمہ داری کو فوری طور پر حکام بالا کو جواب دہ ہونا پڑے۔ درخواست گزاروں نے کہا ہے کہ اس پروگرام کی افادیت اور نوجوان کی ترقی کے لیے اقدامات ناگزیر ہیں۔

(روزنامہ نئی بات 12 جنوری بروز اتوار 2014ء)

(روزنامہ دنیا 9 جنوری بروز جمعرات 2014ء)

☆

# پیمرا کی مجرمانہ خاموشی

مکرمی! آپ کے روزنامہ کی وساطت سے پیمرا کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ کیبل آپریٹرز فلموں والے چینلز پر انتہائی گھٹیا پراڈکٹس اور اخلاق باختہ اشتہارات کی کھلے عام تشہیر میں ملوث ہیں، چند روپوں کے لالچ میں اندھے ہو کر کیبل آپریٹرز محبّ وطن کے جذبے سے عاری ہو کر حرام کمائی کے ذریعے کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں، ہر کیبل آپریٹر پانچ سے دس فلموں اور ڈرامے کے چینلز اپنے طور پر چلا رہا ہے، ایک تو یہ چینلز بذات خود فحاشی، عریانی اور بے حیائی کا طوفان لا رہے ہیں۔ کیا پیمرا کا ادارہ اسی طرح کے گھٹیا پروگراموں کو مانیٹر کرنے کے لیے بنایا گیا تھا؟ مگر اس ادارہ کی سراسر مجرمانہ چشم پوشی'' اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں دین، مذہب، اخلاق اور ضابطہ سے عاری پروگراموں اور اشتہارات کی بے لگام ترویج کا سبب بن رہی ہے، حکومت سے درخواست ہے کہ اس ادارے میں محبّ وطن، پاکیزہ کردار کے علما اور پروفیشنل تعینات کئے جائیں تا کہ ادارہ کی کارکردگی کی جھلک ٹی وی سکرین پر بھی نظر آئے۔

(روزنامہ نئی بات 16 اپریل بروز بدھ 2014ء)

☆

# اقتدار کی جنگ!

اقتدار کی جنگ اگرچہ ازل سے جاری ہے لیکن پاکستان میں اقتدار کی ہوس کچھ زیادہ ہی ہے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی حصول اقتدار کے لیے جو محلاتی سازشیں شروع ہوئی تھیں وہ آج بھی جاری و ساری ہیں، سیاستدانوں کی باہمی چپقلش، اقتدار کے لیے رسہ کشی اور ان کا انداز حکمرانی ہر بار مارشل لا کو دعوت دیتا رہا۔ ہمارے ہاں سیاست ملک کی خدمت نہیں بلکہ ذاتی مقاصد کے لیئے کی جاتی ہے۔ ہماری سیاسی تاریخ سازشوں سے بھری پڑی ہے۔ سیاستدانوں میں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ سرے سے ہی موجود نہیں، اسی لیے ہمارا سیاسی کلچر سب سے مختلف اور عجیب ہے۔ ہم نام تو جمہوریت کا لیتے ہیں لیکن ہمارے عمل بدترین آمریت کو بھی شرما دینے کے لیے کافی ہیں۔ ''جمہوریت پیشہ'' سیاستدانوں نے ہمیشہ آمرانہ سیاست سے قومی اداروں کو تباہی کی طرف دھکیلا ہے۔ یہی وہ عوامل ہیں جن کی بدولت ہی سب سے بڑی مسلم ریاست دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی۔

(روزنامہ جنگ 14 جولائی بروز سوموار 2014ء)

☆

# عدالتی نظام

مکرمی! بعض نادانوں کا خیال ہے کہ ہمارا عدالتی نظام کمزور ہے، طاقت کے ہاتھ میں قانون ہے، قانون کے ہاتھ میں طاقت نہیں جس کے باعث ملک میں قیام پاکستان سے لے کر آج تک انارکی ہے۔ قانون غریبوں کے لیے ہے۔ امیروں کے لیے نہیں۔ ہر ذی شعور پر واضح ہونا چاہیے کہ قانون اندھا ضرور ہے لیکن بہرہ نہیں۔ فیصلے ہمیشہ ثبوت و شہادتوں کی بنیاد پر صادر ہوتے ہیں۔ اگر کسی مظلوم کے پاس ظالم کے خلاف موثر ثبوت نہیں، معقول شہادت نہیں، تھانے میں کاٹی گئی ایف آئی آر کمزور ہے تو عدالت از خود حقائق کا تعین نہیں کر سکتی۔ فاضل جج انسان ہیں۔ معاشرے کے رکن ہیں ان پر بھی دباؤ پڑ سکتا ہے لیکن انھوں نے انصاف کی پاسداری کا حلف بھی لیا ہوا ہے، کوئی فاضل جج بطور منصف ایسا فیصلہ صادر نہیں کرتا جو ماورائے قانون ہو۔ مثلاً کوئی شخص بھرے بازار میں کسی کا ناحق قتل کر دے، تو جائے وقوعہ پر شہادت دینے والا کوئی نہ ہو آلہ قتل برآمد نہ ہو تو ایسے حالات میں عدالتیں کیا کر سکتی ہیں؟ فطرت کا تقاضا ہے کہ دنیا کا ہر فرد من پسند فیصلہ چاہتا ہے لیکن یہ قانون کی کسی کتاب میں نہیں لکھا، ہماری عدالتوں میں فائز جج صاحبان انسان ہیں۔ غلطیاں بھی انسانوں سے ہوتی ہیں۔ ہر انسان کی سوچ ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتی ہے۔ ہر ایک کا پیمانہ انصاف مختلف ہو سکتا ہے۔ ان پر سیاسی دباؤ بھی پڑ سکتا ہے۔ اگر وہ حکومتوں کے زیر اثر جانبدارانہ فیصلے کرنے لگیں تو نہ صرف قانون و انصاف کا قتل ہو گا بلکہ

لوگوں کا عدلیہ سے اعتماد بھی اٹھ جائے گا۔ لوگ حصول انصاف کے لیے عدالتوں کا رُخ کرتے ہیں تو کورٹ کچہریوں میں میلہ کا سماں نظر آتا ہے۔ اس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ عدالتی نظام پر لوگوں کا اعتماد قائم ہے۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ حکمرانوں نے ہمیشہ عدلیہ کے وقار کو مجروح کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، انصاف کا حصول عام آدمی کے بس کا روگ نہیں رہا۔ لاقانونیت فروغ پا رہی ہے، فرقہ واریت نے انسان کا جینا دوبھر کر دیا ہے، دہشت و وحشت نے خدا کے گھر تک کو غیر محفوظ بنا دیا ہے، اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ملک مقتل گاہ کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔ آئے دن سینکڑوں جانیں بم بلاسٹ کی نذر ہو رہی ہیں پاک وطن میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے، معیشت تباہ حال ہے، ملک بیرونی قرضوں میں جکڑا ہے، بجلی کا بحران شدت اختیار کر گیا ہے، مہنگائی کا طوفان ہے۔ عام آدمی اپنے چاروں طرف روزانہ آتا ہوا طوفان دیکھتا ہے لیکن حکمران قیام پاکستان سے لے اب تک وطن پاک کو گدھوں کی طرح نوچ رہے ہیں۔

(روزنامہ نئی بات 21 جولائی بروز سوموار 2014ء)

☆

# لوڈ شیڈنگ کا عذاب مسلسل

رمضان المبارک کی آمد سے قبل حکومت نے سادہ لوح عوام سے ایک وعدہ کیا تھا۔ کہ رمضان المبارک میں سحر و افطاری کے دوران لوڈ شیڈنگ نہیں کی جائے گی لیکن یہ ثابت ہو چکا کہ یہ ایک سیاسی بیان تھا۔ حالانکہ حکومتی نمائندوں نے بڑے فخریہ انداز میں کہا تھا کہ اس بار یہ بیان سیاسی نہیں اخلاقی ہے اور روزہ دار اس بار بد دعا کی بجائے حکومت کو دعائیں دیں گے مگر اس بات کا پول تو پہلے روزے نے ہی کھول دیا تھا اور اب تو دل کھول کر لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے جس کی وجہ سے روزہ دار شدید گرمی میں نڈھال ہو کر رہ گئے ہیں۔ رمضان میں تو عوام احتجاج کرنے سے بھی قاصر ہیں کیونکہ روزہ رکھ کر احتجاج کرنا ہر کسی کے بس میں نہیں ہے۔ روزہ داروں کے منہ سے حکمرانوں کے لیے یہی دعا نکلتی ہے کہ یا اللہ تو ہی ان کو ہدایت دے۔ شاید حکومت اس بات کا تہیہ کر چکی ہے کہ رمضان المبارک کا بھی خیال نہیں کیا جائے گا۔ خدارا! اب ماہ رمضان المبارک کی ان آخری ساعتوں میں ہی لوڈ شیڈنگ کم کر دیں۔ (روزنامہ جنگ 24 جولائی بروز جمعرات 2014ء)

☆

# اسلامی انقلاب

مکرمی! بھوک و افلاس اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف انقلاب فرانس، انقلاب چین اور انقلاب ایران ہمارے سامنے روشن مثالیں ہیں۔ پاکستان میں اسلامی انقلاب لا کر پاکستان کو دنیا بھر کے لیے بہترین ماڈل بنایا جا سکتا ہے۔ موجودہ حالات میں پاکستانی عوام مسائل سے چھٹکارے کے لیے ایک ایسے ہی راہنما کے منتظر ہیں۔ حکمرانوں کو عقل کے ناخن لینے چاہیے ورنہ وہ وقت دور نہیں جب مفلس و لاچار پاکستانی عوام کا ہاتھ سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور وڈیروں، لٹیروں کے گریبانوں تک پہنچ جائے اور یہی اقدام غریب پاکستانیوں کے مسائل کا حل ہے۔ (روزنامہ نئی بات 14 اگست بروز جمعرات 2014ء)

# اپنا وطن

مکرمی! ہمارے حکمران ڈیم بنانے، تیل گیس اور دوسرے معدنیات کی تلاش میں ذرا برابر دلچسپی نہیں لے رہے۔ بڑے بڑے ترقیاتی منصوبے فقط کاغذوں تک محدود ہیں۔ برطانوی گورا ایک عرصہ تک برصغیر پر حکومت کرتا رہا، اس کے زمانے میں بننے والی عمارتیں، ریل کا نظام، نہروں کا نظام و دیگر کام یقیناً قابل ستائش ہیں۔ پورے برصغیر میں ریلوے لائنوں کا جال بچھایا گیا، بجلی کے کھمبے، ٹیلی فون کی لائنیں کیا کچھ نہ ہوا، مگر قائداعظم کے بعد آنے والے حکمران محض شوشا میں وقت گزارتے رہے اور آتے جاتے رہے۔ ان حکمرانوں کی حرکتوں سے یہی اندازہ لگایا جاتا ہے کہ انہیں کون سا یہاں رہنا ہے ان سب نے تو اپنے گھر اور کاروبار باہر ممالک میں بنا لئے ہیں اور وہیں مکمل طور پر رہائش پذیر ہونے کا پروگرام لگتا ہے۔ بڑے لیڈروں میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مکمل طور پر پاکستان میں رہنا چاہتا ہو۔ یہاں محض حکومت کرنے کے لیے آتے ہیں اور باہر ممالک چلے جاتے ہیں۔ اگر یہ پاکستان کو اپنا ملک سمجھیں تو ان کی جائیدادیں اور اولادیں یہیں موجود رہیں۔

(روزنامہ نئی بات 19 اگست بروز منگل 2014ء)

(روزنامہ جنگ 20 اگست بروز بدھ 2014ء)

☆

# نظام کو بدل ڈالیے

مکرمی! آج دنیا کی تمام ریاستوں میں پاکستان کی شناخت مشکوک ہوتی جارہی ہے اور ''تیری بربادیوں کے مشورے ہیں'' کی سی صورت حال کا ادراک ہر ذی شعور کرسکتا ہے۔ وہ پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا، جمہوریت کی بقا، عدل و انصاف کی بالادستی، طبقاتی کشمکش کے خاتمہ، سماجی معاشی انصاف، جاگیردارانہ نظام سے چھٹکارا اور شخصی اور گروہی آزادی کے لیے اس کا قیام عمل میں آیا تھا، اس پاکستان میں اقتدار پر شروع دن ہی سے ایسے طبقے قابض ہوگئے ہیں جن کی نہ کوئی قابلیت، نہ اہلیت اور نہ نظریہ ہے۔ نہ وہ حقیقی جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں اور نہ انہیں سماجی و معاشی انصاف کا مفہوم معلوم ہے۔ یہ وہ طبقے ہیں جو ڈاکوؤں، لٹیروں، ملک وقوم کے غداروں اور بدنام زمانہ قاتل گھرانوں پر مشتمل ہیں۔ پاکستان کی پوری تاریخ اسی وحشی اور سفاک گروہوں کی لوٹ مار سے عبارت ہے۔ عوام کے غیظ وغضب سے بچنے کے لیے گرگٹ کی طرح رنگ اور بہروپیوں کی طرح چہرے بدل بدل کر ایوان اقتدار پر اپنا ''قبضہ'' برقرار رکھنا اس مکروہ گروہ کی ناگزیر ضرورت بن چکا ہے۔ ان لوگوں کی سیاہ کاریوں، لوٹ مار، بلیک میلنگ، قومی وسائل کی قرابت داروں، کاسہ لیسوں اور خوشامدیوں میں بندر بانٹ دیکھنے کے باوجود ان کو اپنا لیڈر تسلیم کرنا، انہیں قائد ملت، قائد عوام اور رہبر قوم کے القابات سے نوازنا عوام کی مجبوری بن چکا ہے، کیونکہ ان گروہوں کا عوام سے رشتہ بہت پرانا ہے۔ پاکستان میں لوٹ مار، کرپشن،

اقربا پروری اور دیگر معاملات کے ذریعے حکمرانوں کا ناجائز اختیارات استعمال کرتے ہوئے پاکستانی قوم کی ترقی کی منزل کی سمت کو ہی بدل دیا۔اب راستہ اور سمت بدلنے کی اور اس کو راہ راست پر لانے کی سخت ضرورت ہے جس کے لیے عمران خان اور طاہر القادری نے آواز بلند کی ہے۔وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف اس نظام اور انداز حکمرانی کے طور طریقوں کو فوری طور پر بدل ڈالیے، بجلی ایک روپے یونٹ، 500 یونٹ صرف کرنے والے گھرانوں کے لیے، سرکاری ہسپتالوں اور روزگار کے مواقع کی فراوانی کے علاوہ اپنے رشتہ داروں کو تمام عہدوں سے ہٹا دیجیے ایسا نہ ہو کہ چند لوگوں کا یہ سیلاب واقعی سمندر میں تبدیل ہو کر آپ کے اقتدار کو ہمیشہ کے لیے بہالے جائے گا۔

(روزنامہ نئی بات 18 ستمبر بروز جمعرات 2014ء)

☆

# پاکستان کے دشمن!

انتخاب ہو یا انقلاب، قیام پاکستان سے اب تک ایک مخصوص طبقہ ہی ہمارے ہاں برسر اقتدار رہا ہے۔ ہر عہد اور ہر اکھاڑ پچھاڑ میں ان کا ہی سکہ چلتا ہے۔ حزبِ اختلاف اور حزب اقتدار دونوں میں یہی لوگ شامل ہوتے ہیں۔ کتنی تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان میں سیاست کی باگ دوڑ ان چند خاندانوں کے ہاتھوں میں ہے جو انتخابات میں اپنے حلقوں سے بھی ہار جاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ سیاسی افق پر زندہ و تابندہ رہتے ہیں۔ کوئی جوڑ توڑ، تحریک یا انقلاب ان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اس وقت ملک اقتصادی، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی میدانوں میں پستی کی جانب گامزن ہے اور ہماری نئی نسل بے مقصدیت کا شکار ہے۔ قوم کا اس سیاسی حبس کے باعث دم گھٹ رہا ہے اور عوامی نمائندے آپس میں دست و گریباں ہیں۔ ہمارا سیاسی کلچر سب سے مختلف اور عجیب ہے کہ ہم نام تو جمہوریت کا لیتے ہیں لیکن ہمارے عمل بدترین آمریت کو بھی شرما دینے کے لیے کافی ہیں اور یہی رویے ہمارے اصل دشمن ہیں۔

(روزنامہ جنگ 30 ستمبر بروز منگل 2014ء)

☆

# عوامی مسائل اور حکمرانوں کی ترجیحات

ہر سال کی طرح اس سال بھی اخبارات کی ہیڈ لائن بننے والی خبریں کہ سیلاب نے اس سال بھی تباہی مچا دی ہے۔ کچے مکانات، بستیاں، جانور اور دیگر سامان سیلاب اپنے ساتھ بہا لے گیا، کچھ بستیوں کے نام و نشان مٹ گئے اور کچھ افراد اپنی جانیں بچاتے ہوئے سیلاب کی نظر ہو گئے۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی ہمیں یہی دیکھنے اور سننے کو مل رہا ہے۔ آخر میں حکومتی موقف یہ ہوتا ہے حکومت متاثرین کو نقل مکانی کے لیے سہولیات فراہم کر رہی ہے۔ ابھی 2014ء کے متاثرین کو رقوم دی جا رہی تھیں کہ 2015ء کے سیلاب نے تباہی مچا دی، جس پر حکمران اور ضلعی انتظامیہ نے نہروں کا معائنہ شروع کر دیا۔

؎ احساس مر نہ جائے انسان کے لئے
کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی

انسان کو صرف ایک ٹھوکر لگی ہو تو اسے احساس ہو جاتا ہے اور وہ اس ٹھوکر سے سبق حاصل کرتا ہے، لیکن یہاں پر ہمیں ہر سال سیلاب کی شکل میں تباہی نظر آتی ہے اس کو دیکھ کر ہم سبق حاصل نہیں کرتے اور غریب عوام جو کہ کچے مکانات، جھونپڑیوں میں رہتے ہیں اور روزگار بھینسوں اور بکریوں کے ذریعے کماتے ہیں، سب کچھ سیلاب میں بہہ جاتا ہے، پھر حکمران جاگتے ہیں اور انہیں سیلاب متاثرین کا نام دے کر فنڈ اکٹھا کرنا شروع کر دیتے ہیں، رقوم دینے کے لیے افتتاحی تقاریب منعقد ہوتی اور فوٹو سیشن پر لاکھوں روپے متاثرین کی رقم میں سے لگائے جاتے ہیں، اپنے پیٹ سے قمیص اوپر کر کے بیرون ملک سے امداد وصول کرتے ہیں اور وہ امداد اپنے پیٹ میں ڈال کر ڈکار مار لیتے ہیں۔ وزیر اعظم اور

وزیراعلیٰ ہیلے کاپٹر میں بیٹھ کر سیلاب سے متاثرین علاقوں کا دورہ کرتے ہیں، اگر خشک جگہ مل جائے تو وہاں اپنی تقریر کرتے ہیں، ہم آپ کو یہاں پر مکانات تعمیر کر کے دیں گے، آپ کی ہر ممکن مدد کریں گے اور فی کس خاندان پانچ لاکھ روپے دیں گے، حکمرانوں سے کوئی پوچھے کہ پانچ لاکھ میں کوئی مکان تعمیر ہوتا ہے، اپنے مکانات تعمیر کرنے کے لیے کروڑوں روپے خرچ کر لیتے ہیں اور کسی غریب کا مذاق اسے کم پیسے دے کر اڑاتے ہیں، بیانات دینے سے پہلے روک تھام کے لیے ممکنہ اقدامات کیے ہوتے تو ہر سال کی طرح اس سال بھی سیلاب نہ آتے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر آپ کے ہاں کالا باغ ڈیم نہ سہی لیکن چھوٹے چھوٹے ڈیم بنے ہوں تو سیلاب سے بچا جا سکتا ہے اور جن حکمرانوں کی شوگر ملوں کو نقصان ہو رہا ہو تو ملوں کو بچانے کی خاطر سیلاب کا رُخ کسی گاؤں کی طرف کر دیا جاتا ہے۔ جب سیلاب اپنا کام کر جاتا ہے تو حکمرانوں کا کام شروع ہو جاتا ہے، حکمران تو اپنے عالی شان بنگلوں میں بیٹھ کر بیانات دیتے ہیں لیکن وہ غریب عوام جو رات کو سڑکوں پر سوتی ہے اور سڑکوں کا شہروں سے رابطہ منقطع ہونے کی وجہ سے کھانے پینے کا سامان مہیا نہ ہے، سیلاب سے متاثرہ افراد کی بحالی کاغذی ہوتی ہے اور سب اچھا کی رپورٹ اعلیٰ حکام کو ارسال کر دی جاتی ہے، جب تک حکمران سنجیدگی سے اس مسئلہ پر توجہ نہیں دیں گے، یہ سسٹم ٹھیک نہیں ہو سکتا، بات صرف خُدا خوفی، رحم دلی اور قابلیت کی ہے جس کا فقدان ارباب اختیار میں ہمیشہ سے محسوس کیا جا رہا ہے۔ اگر تہیہ کر کے کراچی میں امن اور خوشحالی کے دور کا دوبارہ سے انتظام کیا جا رہا ہے، بدعنوان، بدقماش سیاستدانوں اور بھتہ خوروں کو بے نقاب کیا جا رہا ہے تو کیوں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لیے ضد اور انا کے بتوں کو پاش پاش نہیں کیا جا سکتا۔ ''مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر'' ہوتا صرف ڈھائی فٹ کے بید کی چند چھڑیاں ملکی خوشحالی کی ایسی پھلجڑیاں چھوڑ سکتی ہیں کہ قوم نہ صرف سیلاب سے محفوظ ہو جائے گی بلکہ سستی بجلی کے ثمرات بھی حاصل کر سکے گی۔

(روزنامہ شہرت گوجرانوالہ 29 جولائی بروز بدھ 2015ء)
(روزنامہ جنگ 29 جولائی بروز بدھ 2015ء)

# عجیب منطق

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے طلبا کے لیے مزید تعلیم کا حصول دشوار ہو گیا ہے۔ یونیورسٹی اصل رزلٹ کارڈ کے بغیر اگلی کلاس میں داخلہ دینے سے گریزاں ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں لاکھوں طلبا مختلف کورسز میں داخلہ لیتے ہیں اور حصول علم کے لیے کوشاں رہتے ہیں مگر یونیورسٹی اپنے ہی طلبا کو اگلی کلاسز میں داخلہ لینے کے لیے اصل رزلٹ کارڈ/ سند کی پابندی لاگو کر کے طلبا کا قیمتی وقت ضائع کر رہی ہے۔ بیشتر طلبا جنہوں نے حال ہی میں یونیورسٹی ہذا سے ہی میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے مگر ابھی تک اصل رزلٹ کارڈ / سند موصول نہیں ہوئی، جبکہ یونیورسٹی میں اگلی کلاسز میں داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 4۔ستمبر 2015ء ہے، تب تک داخلے بند ہو چکے ہوں گے۔ ایف اے کے طلبا جن کے رزلٹ کا ابھی تک اعلان نہیں کیا گیا جبکہ اگلی کلاسز میں داخلے کی آخری تاریخ میں صرف چند دن رہ گئے ہیں، طلبا وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اور وفاقی وزیر تعلیم سے درخواست کرتے ہیں کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کو تعلیم عام کرنے کے سلسلے میں انقلابی اور قابل تقلید نمونہ پیش کرنا چاہیے۔ یونیورسٹی کو چاہیے کہ کامیاب طلبا کو انٹرنیٹ سے پرنٹ شدہ رزلٹ کارڈ پر اگلی کلاسز میں داخلہ دیا جائے تا کہ ان کا قیمتی سال اور وقت ضائع نہ ہو۔

(روزنامہ دنیا 21 اگست بروز جمعۃ المبارک 2015ء)

☆

# ہندوستان سے دوستی

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان اور ہندو آپس میں کس طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ہندو مسلمانوں کو ہمیشہ بری نظر سے دیکھتا رہا ہے، جس برتن میں مسلمان پانی پیتا اسے توڑ دیا جاتا۔ اچانک مسلمان کسی ہندو کے کپڑے سے چھو جاتا تو مکمل لباس جلا دیا جاتا۔ کلیدی اسامیوں پر ہندو براجمان تھے، مسلمانوں کو تو نوکریوں کے لیے دربدر کی ٹھوکریں کھانا پڑی تھیں۔ ایسی ظالم، سفاک اور متعصب قوم سے دوستی کیسے گوارا ہوسکتی ہے؟ ہمارے اسلاف نے جان و مال کو نچھاور کر کے علیحدہ وطن حاصل کیا تھا کہ مسلمان ہندو کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ میں امید کرتا ہوں کہ پاکستانی قوم ہندو بنیے کی رفاقت کبھی بھی پسند نہیں کرے گی۔ آج کل ایک مخصوص طبقے نے بھارت کے ساتھ دوستی کو اپنا مشن بنایا ہوا ہے۔ ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی قدر کریں، یہی ہمارا جینا اور مرنا ہے اور یہی ہماری جنت ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت 19 جنوری بروز منگل 2016ء)

☆

# برن یونٹس کے قیام کی ضرورت

جب ہم ماچس جلاتے ہیں تو اس کا مصالحہ اچانک ہمارے ہاتھوں میں ہی جل جاتا ہے اور پھر ہمارے ہاتھوں کو گرم گرم چھوکر نیچے گر جاتا ہے، اس وقت جلن کا جو احساس ہوتا ہے، پھر ہم جلدی جلدی ٹوتھ پیسٹ لگاتے ہیں تاکہ جلن کو کم کیا جا سکے لیکن 192 افراد جل جائیں تو ٹوتھ پیسٹ سے کام نہیں چلتا اس کے لیے برن یونٹ کا قیام ضروری بن جاتا ہے۔ یہ ہمارے لیے بہت بڑا سانحہ تھا کہ اس سانحہ سے ہم کچھ سیکھتے لیکن عوام کو کچھ سہولیات دے کر ہم پھر اپنی دوبارہ ڈگر پر چل پڑتے ہیں کہ بس ٹھیک ہے اتنی سہولیات کافی ہیں۔ پاکستان کی تاریخ سانحات سے بھری پڑی ہے جس سانحہ کو یاد کریں گے دل جل جائے گا اور آنکھیں نم ہو جائیں گی۔ المیہ یہ رہا ہے کہ حکمرانوں نے کسی سانحہ سے سبق نہیں سیکھنا۔ سانحہ پہ سانحہ ہوتے چلے گئے ہم صرف تماشائی بنے رہے۔ سانحہ احمد پور شرقیہ کو بھی اب تاریخ میں یاد رکھا جائے گا اور ہر سال کی طرح میڈیا پر اس سانحہ کا ذکر بھی ہوگا۔ سانحہ میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین سے بھرپور طریقے سے تعزیت کی جائے گی۔ اسی طرح سال ہا سال گزر جائیں گے، کتنے دکھ کی بات ہے کہ پٹرول کے ٹینک نے اتنی بڑی تباہی مچائی اور پورے ملک کو سوگ کی لپیٹ میں لے لیا۔ اب ہم کہیں گے کہ عوام کو لالچ کی سزا ملی، یا پھر غربت، مفلسی کی وجہ سے وہ افراد اپنی جانوں کی بازی لگا کر کھیتوں میں چلے گئے۔ 192 افراد کے جلنے میں ہمارا بھی بڑا قصور ہے، زیادہ تر موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے، کچھ کو دیر سے

ہسپتال پہنچنے میں اور کچھ کو بہتر سہولیات نہ ملنے کی وجہ سے زندگی کی بازی ہار جانا پڑی ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب! ہر شہر میں برن یونٹ کا قیام بہت ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اگلی دفعہ پھر برن یونٹ نہ ہونے کی وجہ سے قیمتی انسانی جانیں ضائع ہو جائیں۔ پنجاب کی سڑکوں پر روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں ''ایٹم بم'' لیے پٹرول ٹینک گھوم رہے ہیں۔ کیا ان کی فٹنس چیک کی جاتی ہے، ٹینک کے وزن کے حساب سے پٹرول ڈالا جاتا ہے، کیا ٹینک کی حالت کو چیک کرنا اور اس میں لوڈ اس سے زیادہ تو نہیں ہے۔ اس کو کون چیک کرے گا؟ ٹینک کو ہر طرح سے چیک کرنے کا نظام موجود ہے لیکن اس میں بھی کہیں نہ کہیں کچھ ضرور گڑ بڑ ہوتی ہے۔ سانحہ احمد پور شرقیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اب پٹرول کی قیمت کو بھی کم کیا جا رہا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب جہاں پورے ملک میں سڑکوں اور فلائی اوور کے جال بچھا رہے ہیں۔ وہاں پر صحت کی سہولیات کو بھی ''سڑکوں'' کی طرح بچھا دیں کیونکہ صحت کا محکمہ ان کے پاس ہے ہر شہر میں ہسپتال ضروری ہیں بالخصوص برن یونٹ کا قیام۔ اس سانحہ سے ہمیں بڑے سبق ملے ہیں لیکن ہم پھر بھی ''ڈنگ ٹپاؤ'' پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔

(روزنامہ دنیا 2 جولائی بروز اتوار 2017ء)

☆

# آئیں مل کر برائیوں کو شکست دیں

ہمارے معاشرے میں اتنی برائیاں پیدا ہو چکی ہیں کہ ان کا شمار بھی ممکن نہیں رہا' اور قوم تیزی کے ساتھ ان برائیوں کے سیلاب میں بہہ رہی ہے۔ اسے دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کی اصلاح کی کوئی امید نظر نہیں آتی اور ہمارا ڈوبنا مقدر میں لکھا جا چکا ہے۔ جب میں اپنے اردگرد کے ماحول کا جائزہ لیتا ہوں تو مجھے یہ احساس بڑا تلخ، بڑا تکلیف دہ اور بڑا ہمت شکن دکھائی دیتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی روح کو اس بھیانک احساس کی گرفت سے باہر نکال سکوں لیکن جب میں سوچتا ہوں کہ ہمارے معاشرے کی برائیاں کم ہونے کی بجائے روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں اور یہ برائیاں کوئی چھوٹی نہیں یہ وہ برائیاں ہیں جن سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں اور پھر میری زبان سے دعا نکلتی ہے۔ یارب! ہمیں معاف فرمانا اور ہم من حیث القوم، اپنے اخلاق و کردار کی بلندیوں سے بداخلاقی کی پستیوں کی طرف بھاگے جا رہے ہیں ہم کسی کا حق مار کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص بے ایمانی سے کسی دوسرے کی جیب کاٹ لے یا پھر کسی کے سینے پر پستول رکھ کر لوٹ لے اور سب کچھ نکلوا لے تو پھر ہم اسے بہت بڑا معرکہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے ہاں رکشہ، ٹیکسی، بس وغیرہ مسافروں سے زیادہ پیسے وصول کرتے ہیں۔ دکاندار کم تولتے ہیں۔ گوالے دودھ میں پانی کی ملاوٹ کرتے ہیں۔ یہ تمام کام سرانجام دے کر خوشی محسوس کی جاتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں برائیاں بے شمار ہیں کن کن کا ذکر کیا جائے۔ معاشرے کی حالت روز بروز

بدتر ہوتی جارہی ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ہرکوئی اپنی ذمہ داریوں سے راہِ فرار اختیار کررہا ہے۔حقوق کے لیے تو ہرکوئی سڑک پر آجاتا ہے مگر فرائض کے بارے میں جاننا بھی نہیں چاہتا اور افسوس اس بات کا ہے کہ اس کا سب سے بڑا نقصان صرف اپنے آپ کو ہی ہوتا ہے اور جب کوئی اپنا ہی ہمدرد نہیں ہوگا تو کسی اور کا تو ہو ہی نہیں سکتا۔حالت یہ ہے کہ سبھی لوگ باتوں پر زور دیتے ہیں۔''صفائی نصف ایمان ہے''''جھوٹ مت بولو''''سچ بولو'' ''وقت کی پابندی کرو''''حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھو''''والدین کی خدمت کرو'' ''رشوت نہ لو''''امانت میں خیانت نہ کرو''''ناپ تول پورا کرو'' وغیرہ وغیرہ باتیں بتاتے ہیں۔یہ تمام باتیں وہ ہیں جو سب کرتے ہیں لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے جن کو پتا ہے وہ عمل تک نہیں کرتے۔ ہرکوئی اپنا فائدہ پہلے دیکھتا ہے اور یہی کوشش کرتا ہے کہ اس کا مطلب بہرطور پورا ہو جانا چاہیے۔ ہمارے معاشرے کا ہر فرد بے ایمانی، بدعنوانی، رشوت چور بازاری، لوٹ مار، حق تلفی اور بلیک میلنگ اسی قسم کی دوسری برائیوں اور بداخلاقی میں ملوث ہیں۔معاشرے کو بہتر بنانے کے لیے سب کو چاہیے کہ اپنے رب سے معافی مانگیں اور ان برائیوں کو شکست دے کر ایک اچھا، کامیاب انسان اور بالآخر مومن بن کر سرخرو ہو جائیں۔

(روزنامہ اوصاف 7 فروری بروز بدھ 2018ء)

(روزنامہ دنیا 15 فروری بروز جمعرات 2018ء)

☆

# قومی زبان ''اُردو''

میرے دوست بٹ صاحب کہنے لگے، یار میں گزشتہ روز ایک سرکاری دفتر میں ضروری کام کے سلسلہ میں گیا اور جہاں مجھے ایک درخواست دینی تھی جب میں نے درخواست اُردو میں لکھنا شروع کی تو ایک صاحب جو میرے پاس سے گزر رہے تھے انھوں نے مجھے کہا کہ جناب آپ درخواست انگریزی میں دیں، بڑے افسر اُردو میں لکھی درخواستوں پر کارروائی نہیں کرتے۔ بٹ صاحب نے یہ بات جب مجھے سنائی تو میں مایوسی کے مارے کیا کرسکتا تھا کیونکہ پاکستان کے لیے ہر کس و ناکس نے اپنی بساط بھر قربانی دی لیکن اس گھر کو آباد کرنے کے لیے جس طرح اُردو نے اپنی سجی سجائی دنیا برباد کر دی ہے۔ اس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کی قربانی کے صلے میں اسے حرز جاں بنایا جاتا' اسے گلے کا ہار بنایا جاتا۔ مجھے یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اُردو زبان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ وہ جس نے ٹوٹتے دلوں کو جوڑا تھا اور خود تفریق کا باعث بن گئی۔ جو اپنی نزاکت اور اپنی دلبری کے لیے ممتاز تھی۔ آج اس کے دلدادے اس سے بیزار ہیں۔ بیوروکریسی میں گریڈ 17 سے 22 تک کے افسران انگریزی جانتے، سمجھتے اور بولتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں اُردو کے نام سے بھی نفرت ہو چکی ہے۔ انگریزی ان کی زندگی میں رچ بس گئی ہے بلکہ انگریزی کلچر پروان چڑھ گیا ہے۔ اُردو زبان کسمپرسی کے عالم میں ہر ایک رہ گزر کا منہ تک رہی ہے اور بیوروکریسی میں بیٹھے پڑھے لکھے ''بابوؤں'' کے پاس جب کوئی اُردو میں درخواست لے کر جاتا ہے ان کے چہروں پر

حیرانی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

یہ میرے لیے حیرت کا مقام ہے کہ جو مقام اُردو کی جنم بھومی ہو آج وہیں سے اسے ''نکالا'' جا رہا ہے۔ اگر ہندوستان اُردو کشی پر کمر بستہ ہے تو ہمیں اس سے کوئی گلہ نہیں لیکن پاکستان میں جس کا خود اپنا وجود اردو کا مرہون منت ہے جب ہم اس زبان کے ساتھ ناروا سلوک دیکھتے ہیں تو تھوڑی دیر کے لیے دم بخود ضرور ہو جاتے ہیں۔ قومی زبان سے مراد وہی زبان ہے جسے ملک کا ہر بچہ، ہر جوان اور ہر بوڑھا سمجھتا، جانتا اور بولتا ہو۔ ملک کے اہم ترین ادارے سپریم کورٹ کے احکامات کی روشنی میں اردو کو ہر دفتر میں رائج کیا جائے لیکن رائج تو دور کی بات درخواست تک وصول نہیں کی جاتی اگر کر لی جائے تو کارروائی نہیں کی جاتی سپریم کورٹ کے احکامات کو ہوا میں اُڑا دیا گیا ہے۔ ہمارے خود غرض سیاستدانوں نے زبان کی آڑ لے کر صوبوں کے درمیان نفرت وحقارت کے بیج بونے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے انہوں نے ملک کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ہم ان سے توقع کر رہے ہیں کہ یہ اُردو کو اس کا جائز حق دلوائیں گے۔ ہاں وطن کے جاں باز جوان ہی اس ڈوبتی کشتی کو پار لگا سکتے ہیں۔ اُردو کی جنگ نہ سندھی سے ہے، نہ پنجابی سے، نہ پختون سے ہے، نہ بنگالی سے ہے۔ کوہ سلیمان کی بلند چوٹیاں ہوں یا پنجاب کا میدان، ہر مقام پر ہر جگہ پر اُردو اور اُردو کے خیر خواہ موجود ہیں۔ اکثر سننے کو ملتا ہے کہ اُردو ایک کم مایہ زبان ہے، اس میں سائنس اور اصطلاحات کی کمی ہے، اگر یہ قومی زبان ہو گئی تو ملک کی ترقی رک جائے گی۔ اگر چین کے لوگ اپنی زبان میں ترقی کر کے ایک مہذب قوم بن سکتے ہیں، اگر روسی اپنی قومی زبان میں ترقی کر کے دنیا کے اعلیٰ ترین قوم بن سکتے ہیں تو آخر پاکستانی ایک اعلیٰ قوم کیوں نہیں بن سکتے؟ ملک کی وحدت اُردو اور انگریزی کے جھگڑوں سے پارہ پارہ نہیں ہوتی بلکہ ان عناصر کے اعمال سے ہوتی ہے جنہوں نے پاکستان کو اپنی دولت بڑھانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اگر آپ نے ساری قوم پر کوئی زبان زبردستی ٹھونس دی تو اس کا وہی حشر ہوگا۔ جو ہندوستان میں سنسکرت، یورپ میں لیٹن اور

چین میں انگریزی کا ہوا۔ اگر ایسا رہا تو پھر پاکستانی قوم اک دن اُردو زبان کا دن منائے گی کہ ہماری بھی کوئی زبان ہوتی تھی جس طرح کچھ روز پہلے مادری زبان کا دن پوری دنیا میں منایا گیا اسی طرح ''قومی زبان'' کی یاد میں ایک دن منا کر اس دن اُردو بول اور سن کر محظوظ ہولیا کریں گے اور اُردو کی یادگار پر پھولوں کے گلدستے چڑھائیں گے اور ہاں اس دن کا آغاز صوبائی دارالحکومت میں 21 اور وفاقی دارالحکومت میں 31 توپوں کی سلامی سے ضرور ہوا کرے گا۔

(روزنامہ انقلابی دنیا گوجرانوالہ 21 اپریل بروز ہفتہ 2018ء)

☆

# نوجوانوں کا کردار

ہر ملک میں نوجوانوں کا کردار بہت بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، نئی اور نوجوان نسل ملک کا سرمایہ اور مستقبل ہوتے ہیں، نوجوانوں کو نظر انداز کرنا اور انہیں بڑھنے کا موقع نہ دینا بہت افسوسناک ہے، حکومت کو نوجوانوں کے بارے میں سوچنا چاہیے اور نوجوانوں کو بہتر راہ دکھانے اور انہیں عمدہ اخلاق اور کردار سے روشناس کرانے کی ضرورت ہے اور ثقافت سے جوڑنے کی اشد ضرورت ہے، نوجوان ملک کی طاقت ہیں، نوجوان ملک کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں، حکومت نوجوانوں پر توجہ دے اور نوجوانوں کے مسائل کو حل کرنے کیلئے آگے بڑھے۔

(روزنامہ ایس اے نیوز 30 جنوری بروز جمعرات 2020ء)

☆

# ماہنامہ ''خبر ونظر'' کی نذر

## درست چہرہ

''خبر ونظر امریکہ'' کا درست چہرہ سامنے لانے والا ایک غیر جانبدار میگزین ہے۔ امریکہ ایک انسان دوست جمہوری اور سیکولر ملک ہے جس میں سب کے حقوق اور احترام برابر ہیں ہمیں پاک امریکہ دوستی پر فخر ہے۔ (ماہنامہ خبر ونظر ستمبر 2008ء)

میں ''خبر ونظر'' کا باقاعدہ قاری ہوں۔ میں اس بات کی نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ آپ کے ہر مضمون کے ساتھ متعدد تصاویر ہوتی ہیں۔ زیادہ تصاویر کے بجائے تحریری مواد زیادہ ہونا چاہیے۔ اسی طرح رسالے کے اردو اور انگریزی حصوں میں ایک جیسی تصاویر نہ شائع کریں اور اس طرح آپ محدود صفحات میں زیادہ مضامین شائع کر سکیں گے۔ میری یہ تجویز ہے کہ آپ اپنے رسالے میں امریکی شاعری، امریکی مصنّفین کی سوانح حیات اور امریکہ کے تعلیمی نظام کے بارے میں باقاعدگی سے مضامین شائع کریں۔ (ماہنامہ خبر ونظر جنوری 2009ء)

''خبر ونظر'' پاک امریکہ دوستی میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ امریکی حکومت اور امریکی عوام کی عالمی سطح پر بالعموم اور پاکستان کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے فراخدلانہ معاونت بالخصوص لائق تحسین ہے۔ اس کے مندرجات اور پالیسی کے بارے میں چند مشورے آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، اول۔ اپنی ادارتی پالیسی اور بھی اوپن کریں۔ پاکستان میں جو تہذیبی رنگا رنگی ہے اس حوالے سے اس میں فیچر شامل کئے جا سکتے ہیں۔ دوم۔ آپ کے میگزین میں ادبی اور شاعری کے مضامین کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ ایسے مضامین شامل کریں۔ (ماہنامہ خبر ونظر مارچ 2009ء)

# روزنامہ ''انقلابی دنیا''، گوجرانوالہ

## (بچوں کے صفحہ کے لیے لکھے گئے اداریے، جو''میری بات'' کے نام سے شائع ہوتے رہے)



پیارے بچو !السلام علیکم ۔۔۔روزنامہ انقلابی دنیا کی کامیابی اور اشاعت کا پہلا سال مکمل ہونے پر اب آپ کیلئے بچوں کا صفحہ شائع کیا جا رہا ہے۔اس میں آپ کیلئے کہانیاں، نظمیں، اقوال زریں، معلومات عامہ اور بہت سے دلچسپی کے موضوعات شامل کیے جا رہے ہیں۔امید ہے آپ کو انقلابی دنیا کا یہ انقلابی قدم پسند آئے گا کیونکہ دیگر کسی لوکل اخبار میں بچوں کے حوالے سے تحریریں یا باقاعدہ صفحہ نہیں ہے۔ہمیں آپ کی قیمتی آراء اور تحریروں کا انتظار رہے گا۔''پیارے بچو یہ تو تھا ہمارا تعارف''۔۔۔!

آپ کے سکول کھل چکے ہیں۔کچھ میں امتحانات شروع ہو چکے ہیں چند ایک میں شروع ہونے والے ہیں۔آپ نے تقریباً ڈھائی ماہ کی چھٹیاں گزار لی ہیں اب آپ پوری سنجیدگی اور دلجمعی کے ساتھ اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔چند ماہ بعد سالانہ امتحانات شروع ہو جائیں گے۔آپ ابھی سے اپنا ٹائم ٹیبل بنالیں اور پڑھائی کی طرف توجہ زیادہ کریں۔کھیل اور تفریح کیلئے بھی وقت ضرور نکالیں پڑھائی آپ کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ماں باپ اور اساتذہ کا ادب کریں، اللہ اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے اور تعلیمات پر ذوق وشوق اور نیک نیتی سے عمل کریں۔اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی اور کامرانی عطا فرمائے۔اللہ نے چاہا تو پھر ملیں گے۔

(روزنامہ انقلابی دنیا گوجرانوالہ 29 اگست بروز جمعرات 2013ء)



بچوں کی دنیا کا دوسرا ہفتہ وار صفحہ آپ کی خدمت اور ذوق مطالعہ کیلئے حاضر ہے۔ امید ہے آپ کو یہ سلسلہ بہت پسند آ رہا ہے۔ بچوں کی طرف سے ہمیں بہت پر جوش رسپانس مل رہا ہے اور آپ کے خطوط اور ای میلز سے ہمیں پتہ چل رہا ہے کہ آپ صفحہ کو بہت پسند کر رہے ہیں۔ اس کی ترقی آپ کی حوصلہ افزائی اور دلچسپی سے ممکن ہے۔ آپ ہمیں اپنی تحریریں بھجواتے رہیں۔ ہم ہر ممکن طور پر جلد از جلد آپ کی تخلیقی کاوشوں کو اپنے صفحہ کی زینت بنانے کی کوشش کریں گے۔ آپ کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے باقاعدہ اور بہتر یں لکھاریوں کیلئے انعامی سلسلہ کا بھی انعقاد اور انتظام کیا جائے گا۔ اس ہفتہ کی بات یہ کہ آپ اپنی توجہ نصابی اور غیر نصابی تعمیری سرگرمیوں کیلئے وقف کریں، جیسا کہ ملک عزیز پاکستان بہت سی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔ آج ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے متحد ہو کر اس ملک کے دفاع کا خیال رکھنا ہے اور اس کی تعمیر و ترقی اور خوشحالی کیلئے اپنی صلاحیتیں وقف کر کے اس ملک کے قیام کے اصل خواب کو حقیقت کا روپ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی و ناصر ہو۔ اللہ نے چاہا تو پھر ملیں گے۔

(روزنامہ انقلابی دنیا گوجرانوالہ 5 ستمبر بروز جمعرات 2013ء)



تعلیم کا زیور انسان کی بہتر زندگی کیلئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔تعلیم انسان کے چھپے ہوئے جوہر نمایاں کرتی ہے۔بچو آپ بہت خوش قسمت ہو جو اسکول اور مدرسے سے تعلیم حاصل کر رہے ہو۔آج اکیسویں صدی کے دور میں بھی ایسے علاقے ہیں جہاں سکول نہیں یا اگر سکول ہیں تو اساتذہ یا طالبعلم نہیں۔آپ کو تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی اخلاقی تربیت کی طرف بھی دھیان دینا چاہیے۔انسان کی اخلاقی تربیت کا منبع سب سے پہلا اس کا گھر، اس کے بعد سکول، مدرسہ اور پھر معاشرہ ہے۔آپ کو اپنے دوست بنانے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔اچھے اخلاق کے مالک دوست بنائیے۔انسان اپنی صحبت اور دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔دوستوں کے عادات واطوار ایک دوسرے میں سرایت کرتے ہیں۔ میں یہاں آپ سے ایک گزارش کروں گا۔کہ آپ اپنی پسند کی ایک شخصیت کو ضرور اپنا آئیڈیل بنائیں اور پھر اس کے بعد ان کی خوبیوں کو اپنی ذات میں سمونے کی کوشش کریں۔ بحیثیت مسلمان ہمارے آئیڈیل آنحضرت محمد ﷺ کی ذات والا صفات ہونی چاہئے۔ان کی ذات ہمارے لیے مکمل نمونہ ہے۔زندگی کے ہر شعبہ اور مرحلہ میں ہمیں ان سے راہنمائی ملتی ہے۔آنحضرت محمد ﷺ کی ذات کے بعد اپنی پسند اور رجحان کے مطابق بھی کسی کو آئیڈیل تسلیم کر سکتے ہیں۔مثلاً آپ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور مشہور مسلمان شخصیات کو بھی آئیڈیل بنائیں۔حکیم محمد سعید کی کتب کا مطالعہ آپ کو بہت فائدہ پہنچائیں گی۔آپ کو چاہیے کہ سیرت کی کتب کا مطالعہ کریں اور حکیم محمد سعید کے افکار کو بھی مشعل راہ بنائیں۔اللہ نے چاہا تو پھر ملیں گے۔۔۔

(روزنامہ انقلابی دنیا گوجرانوالہ 12 ستمبر بروز جمعرات 2013ء)



آپ نے پڑھا اور سنا ہوگا کہ کتاب بہترین دوست ہے۔ کتاب انسان کی تنہائی میں بہترین ساتھی ہے۔ اچھی کتابیں ایک بیش قیمت خزانے سے کم نہیں ہے۔ آپ کو چاہیے کہ اپنے جیب خرچ میں سے روزانہ کچھ بچا کر ہر ماہ کوئی نہ کوئی اچھی سبق آموز، نصیحت آموز اور اچھے لکھاری کی کتاب ضرور خریدا کریں۔ ایک وقت آئے گا کہ آپ کی اپنی لائبریری ہوگی جس میں آپ کی پسند اور طبیعت کے مطابق آپ کے ڈھیروں دوست اور تنہائی کی ساتھی ہوں گے۔ اس خزانہ پر آپ کو فخر بھی ہوگا۔ اچھے لٹریچر کا مطالعہ انسان میں بہت سی تبدیلیاں رونما کرتا ہے۔ انسان کو اچھے برے کی تمیز ہوتی ہے۔ زندگی گزارنے کے ڈھنگ اور زمانے کے اطوار سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ یہی معلومات ایک کامیاب انسان اور زندگی کیلئے نہائیت ضروری ہیں۔ مطالعہ کی عادت اپنانے سے انسان برے دوستوں، گھٹیا کاموں اور فضول باتوں سے باز رہتا ہے۔ اس کی شہرت کو بھی نقصان نہیں پہنچتا اور آہستہ آہستہ اس کی عادات واطوار ایک شریف اور قابل تعریف انسان کے طور پر ڈھل جاتی ہیں۔ انسان کی شہریت، نیک نامی اور شرافت ہی اس کی زندگی کا قیمتی اثاثہ اور کمائی ہوتی ہے۔ آپ بھی مطالعہ کی عادت کو اپنا کر ایک لائق اور دلچسپ شخصیت بن سکتے ہیں۔ اللہ نے چاہا تو پھر ملیں گے۔۔۔

(روزنامہ انقلابی دنیا گوجرانوالہ 19 ستمبر بروز جمعرات 2013ء)



کہتے ہیں کہ ''ماں کی گود بچے کیلئے یونیورسٹی کا درجہ رکھتی ہے'' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ماں کی گود سے گور تک علم حاصل کرنا چاہیے۔یعنی پیدا ہونے سے لے کر قبر میں اترنے تک انسان سیکھنے کے عمل سے گزرتا رہتا ہے اور اس تمام عرصہ میں اسے اپنی صلاحیتوں کو نکھارنا چاہیے اپنے اخلاق اور زندگی کو بہتر بنانے کیلئے سرگرم عمل رہنا چاہیے۔کیا آج ہم ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی اجنبی کی طرح زندگی نہیں گزار رہے ہیں؟ کیا آپ اپنے خونی رشتوں یعنی ماں، باپ، بہن، بھائی کو جس توجہ اور پیار کے وہ مستحق ہیں دے رہے ہیں۔یقیناً نہیں۔کیونکہ ہم نے اپنے آپ کو کمپیوٹر، انٹرنیٹ، موبائل فون، گیمز اور کارٹون تک محدود کر لیا ہے۔ہمارے دوست گیمز اور کارٹون کے کردار بن سکتے ہیں۔ہم نے گھروں کو ہوٹل سمجھ لیا ہے جہاں ہم سونے کیلئے آتے ہیں اور اپنے اپنے کمروں میں قید اپنے ہی سرمایہ سے لاپرواہ۔آج ہم جن مسائل اور مصیبتوں سے گزر رہے ہیں اس کا ایک پہلو اور وجہ یہ بھی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے لاپرواہ اور دور ہو گئے ہیں۔ہم اپنے تجربات، مشاہدات، احساسات اور قریبی رشتوں کے ساتھ ڈسکس نہیں کر رہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم سکول اور محلے میں اچھے اور اپنے ہم عمر دوست بنائیں اور اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ دن بھر کے واقعات اور تجربات شیئر کریں تاکہ ہمیں ایک دوسرے کے روزمرہ معمولات سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ملک میں امن وامان اور جان و مال کی حفاظت کا معاملہ بہت حد تک متاثر ہے۔ہمیں زیادہ وقت گھروں میں اور اپنوں کے پاس ہی رہنا چاہیے۔تاکہ ہم بیرونی خطرات اور برے لوگوں سے محفوظ رہ سکیں۔

(روزنامہ انقلابی دنیا گوجرانوالہ 26 ستمبر بروز جمعرات 2013ء)



پچھلے دنوں ہمارے صوبہ بلوچستان کے بیشتر علاقوں میں زلزلہ نے کہرام مچادیا اور تباہ و بربادی کے مناظر نے پھر پوری قوم کے دل دھلا کے رکھ دیئے۔ 5 اکتوبر کو ہمارے شمالی علاقہ جات میں آئے ہوئے زلزلہ کو آٹھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر آج بھی وہاں بحالی کے کام جاری ہیں اور لوگ مکمل طور پر آباد اور خوشحال نہیں ہو سکے۔ بچو! نیک لوگ زلزلوں اور دیگر آفات آنے کی وجہ قوموں میں پائی جانے والی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ ہماری قوم میں بھی جھوٹ، بددیانتی، بے حیائی اور بہت سی اخلاقی برائیاں بہت گہری پھیل چکی ہیں۔ یہ بات نہائیت افسوسناک ہے کہ لوگ جانتے بوجھتے ہوئے بھی اپنی بداعمالیوں کو چھوڑنے کو تیار نہیں۔ آپ ہمارا اس وطن عزیز کا مستقبل ہیں۔ آپ نے ہی اس ملک کی باگ دوڑ سنبھالنا ہے۔ آپ اپنی حفاظت کریں۔ علم حاصل کریں پوری لگن کے ساتھ اچھے لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ اپنی عادات کو اسلامی معاشرتی سانچے میں ڈھالیں۔ اللہ کرے اس ارض پاک پر کوئی آفت کوئی مصیبت نہ آئے۔ ہمیں اجتماعی اور انفرادی طور پر اپنی زندگیوں میں بہتری لانی ہے اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا ہے اور ظلم کے ہر کام سے اجتناب کرنا ہے۔ تبھی اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوں گے اور ہمیں سکون، راحت اور خوش حالی نصیب ہوگی۔

(روزنامہ انقلابی دنیا گوجرانوالہ 03 بروز جمعرات 2013ء)



ننھے منے بچو کیسے ہیں آپ؟ کیا ہو رہا ہے، کیا مصروفیات ہیں؟ پیارے بچو آیئے آج ہم کچھ اور نئی باتیں سیکھتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ اچھی عادتیں ہم میں بھی پیدا ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہو جائیں اکثر بچے بڑوں کا احترام نہیں کرتے جو کہ ایک غلط بات ہے ۔ خاص طور پر اس وقت جب ان کو کہا جائے کھانا کھا لو یا پھر سو نے کے وقت سو جاؤ۔ پیارے بچو بڑے آپ سے پیار کرتے ہیں ۔انہیں آپ کے وقت کی فکر رہتی ہے اور جو بچے وقت پر نہیں سوتے یا پھر کھانا نہیں کھاتے ، وہ اکثر اوقات بیمار پڑ جاتے ہیں اس طرح وہ تعلیم کو بھی وقت نہیں دے پاتے اور کلاس میں بھی پیچھے رہ جاتے ہیں ۔ دیکھو وقت پر کام نہ کرنے سے کتنی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں ۔اس لئے پیارے بچو وعدہ کرو کہ آپ اپنے بڑوں سے بدتمیزی بالکل نہیں کریں گے اور بڑوں کی ہر بات کو مانو گے ۔ یہ بات ہمارے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کو بھی بہت پسند ہے ۔اللہ تعالیٰ ہمیں نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین!

(روزنامہ انقلابی دنیا گوجرانوالہ 21 نومبر بروز جمعرات 2013ء)

☆☆☆



مراسلات۔۔۔ایک معجزانہ عمل

ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیے کہ چھٹی کلاس کا طالب علم جس کی عمر گیارہ سال ہو جس کا خاندانی پسِ منظر ادبی نہیں، ماحول بھی ادبی دنیا سے کوسوں دور ہو۔ وہ اچانک مقامی، غیر مقامی اور قومی اخبارات میں معاشرتی و سماجی مسائل پر مراسلے لکھنے شروع کر دیتا ہے اور یہ مراسلے چھپ بھی جائیں۔ مزید حیرت والا معاملہ ہے کہ کئی بار اس ننھے منے بچے کا ایک ہی مراسلہ متعدد اخبارات میں اشاعت پذیر بھی ہو جائے تو آپ اس پر حیران بھی ہوں گے اور اس کو معجزانہ عمل بھی قرار دیں گے۔ مزید قابل فخر بات ہے کہ اس کو مراسلات پر مبنی اوّلین کتاب ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

جان کاشمیری

## شہریار احمد کی مطبوعات



0332 - 8102542

Erudite Center, Gujranwala.